عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

قیمت: روپے

جلد: ۲۱ | یکم تا ۱۴/ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ بمطابق ۶ تا ۱۹/ دسمبر ۲۰۰۲ء | شمارہ: ۲۸، ۲۹

دارین کی کامیابی اطاعت رسول ﷺ میں مضمر ہے

اسلام باقی رہنے کے لئے آیا ہے

اقوام وملل کا ارتقا وانحطاط
اللہ کی سنتیں وقوانین

ایفائے عہد

وفات مرزا قادیانی

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

نمازِ عید پر خطبہ، دعا اور معانقہ:

س:……کیا عید پر گلے ملنا سنت ہے؟

ج:…… یہ سنت نہیں، محض لوگوں کی بنائی ہوئی ایک رسم ہے۔ اس کو دین کی بات سمجھنا اور نہ کرنے والے کو لائقِ ملامت سمجھنا بدعت ہے۔

س:……خطبہ کا صحیح وقت کیا ہے؟ عید کی نماز سے پہلے یا بعد؟ دعا کب کرنی چاہئے؟ نماز کے بعد یا خطبہ کے بعد؟

ج:……عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ دعا بعض حضرات نماز کے بعد کرتے ہیں اور بعض خطبہ کے بعد۔ دونوں کی گنجائش ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور فقہاء سے اس سلسلے میں کچھ منقول نہیں۔

عیدین کی جماعت سے رہ جانے والا شخص کیا کرے؟

س:……اگر کوئی شخص عیدالفطر کی نماز باجماعت نہ پڑھ سکے تو کیا وہ اپنے گھر میں یہ نماز ادا کرسکتا ہے؟ اگر اس نماز کے بدلے میں کسی شخص کو کھانا وغیرہ کھلا دیا جائے تو ایسی صورت میں کیا نماز پوری ہوجائے گی یا نہیں؟

ج:……عید کی نماز کی قضا نہیں، نہ اس کا کوئی کفارہ ادا کیا جاسکتا ہے، صرف استغفار کیا جائے۔

پاکستان سے سعودی عرب جانے والا آدمی عید کس دن کرے گا؟

س:…… ایک آدمی پاکستان سے سعودی عرب گیا۔ اس کے دو روزے کم ہوگئے۔ اب وہ سعودی عرب کے چاند کے مطابق عید کرے گا اور جو روزے کم ہوئے ان کو بعد میں رکھے گا یا اپنے روزے پورے کرکے سعودی عرب کی عید کے دو دن بعد پاکستان کے مطابق اپنی عید کرے گا؟

ج:……عید سعودیہ کے مطابق کرے اور جو روزے رہ گئے ہیں ان کی قضا کرے۔

اگر نمازِ عید میں مقتدی کی تکبیرات نکل جائیں تو نماز کس طرح پوری کرے؟

س:…… عید کی نماز میں اگر مقتدی کی آمد دیر میں ہوتی ہے ایسی صورت میں کہ زائد تکبیریں نکل جائیں تو مقتدی زائد تکبیریں کس طرح ادا کرے گا؟ اور اگر پوری رکعت نکل جائے تو کس طرح ادا کرے گا؟

ج:……اگر امام تکبیرات سے فارغ ہوچکا ہو خواہ قرأت شروع کی ہو یا نہ کی ہو بعد میں آنے والا مقتدی تکبیرِ تحریمہ کے بعد زائد تکبیریں بھی کہہ لے اور اگر امام رکوع میں جاچکا ہے اور یہ گمان ہو کہ تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوجائے گا تو تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑے کھڑے تین تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر یہ خیال ہو کہ اتنے عرصہ میں امام رکوع سے اٹھ جائے گا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے، اور رکوع میں رکوع کی تسبیحات کے بجائے تکبیرات کہہ لے ہاتھ اٹھائے بغیر، اور اگر اس کی تکبیریں پوری نہیں ہوئی تھیں کہ امام رکوع سے اٹھ گیا تو تکبیریں چھوڑ دے، امام کی پیروی کرے اور اگر رکعت نکل گئی تو جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعت پوری کرے گا تو پہلے قرأت کرے پھر تکبیریں کہے، اس کے بعد رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔

عید میں غیر مسلم سے عید ملنا کیسا ہے؟

س:…… عید میں اگر ایک خاص غیر مسلم اقلیت کے افراد عید ملنے کے لئے ہماری طرف بڑھیں تو کیا ان سے عید مل سکتے ہیں؟

ج:……عید ملنا علامت ہے دوستی کی اور دوستی اللہ کے دشمنوں سے حرام ہے، کیونکہ دشمن کا دوست بھی دشمن ہوتا ہے۔

عیدی کی رسم:

س:…… عید کے دن عیدی کی رسم جائز ہے یا نہیں؟ اور عیدی دینے والے کو گناہ تو نہیں ہوگا؟

ج:……عید کے روز اگر عیدی کو اسلامی عبادت یا سنت نہیں سمجھا جاتا، محض خوشی کے اظہار کے لئے ایسا کیا جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

سرپرست ثانی
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر
مولانا اللہ وسایا

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

جلد: ۲۱ | کیم تا ۱۴/ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ بمطابق ۶ تا ۱۹ دسمبر ۲۰۰۲ء | شمارہ نمبر: ۲۸/۲۹

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل وتزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
اقوام وملل کا انحطاط اللہ کی حتمی قوانین (مولانا امجد قاسمی ندوی)	6
دارین کی کامیابی اطاعت رسول میں مضمر ہے (مولانا مصلح الدین قاسمی)	12
اسلام باقی رہنے کے لئے آیا ہے (مولانا عبداللہ خالد قاسمی)	15
ایفائے عہد (مولانا محمد ساجد حسن)	18
جنات کا قبول اسلام (مولانا زین العابدین)	20
گناہ کبیرہ اور اس کے تباہ کن اثرات (مولانا ابوضیاء الرحمٰن ہزاروی)	22
وفات مرزا قادیانی (پروفیسر محمد الیاس برنیؒ)	24

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

زرتعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت،
مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۱۶۰ امریکی ڈالر

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲_۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
... جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Tru
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Ka
Ph: 7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ختم نبوۃ

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

’’مقابلہ حسن‘‘ اور توہین رسالت کا ارتکاب

امسال جس بڑے پیمانے پر اور منظم انداز میں دنیا بھر میں توہین رسالت کے واقعات کا ارتکاب ہو رہا ہے اس سے اس شبہ کو تقویت ملتی ہے کہ ان واقعات کا ارتکاب کسی سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہو رہا ہے جس کا مقصد اسلام کی تضحیک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے حوالے سے پائے جانے والے مذہبی جذبات کو سرد کرنا اور آپ کی ذات سے مسلمانوں کو دور کرنا ہے۔ نائیجیریا میں توہین رسالت کا حالیہ واقعہ ’’مقابلہ حسن‘‘ کے موقع پر رونما ہوا ذرائع ابلاغ کے مطابق ’’دس ڈے‘‘ نامی ایک اخبار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نعوذ باللہ جو انتہائی بے ہودہ اور توہین آمیز الفاظ شائع کئے ہیں انہیں پڑھ کر ایک مسلمان کا تو وجود ہی لرز جاتا ہے چہ جائیکہ انہیں یہاں تحریر کیا جائے۔ ان الفاظ کی اشاعت کے بعد نائیجیریا میں جو ردعمل سامنے آیا اخبارات میں شائع ہونے والی اس کی تفصیلات ملاحظہ فرمائیں:

نائیجیریا میں توہین رسالت اور مقابلہ حسن پر فسادات ۱۰۰ ہلاک کادونا شہر کے بعد دارالحکومت ’’ابوجا‘‘ میں بھی سخت کشیدگی

مسلمانوں اور عیسائیوں میں گلیوں اور سڑکوں پر جھڑپیں چرچوں مسجدوں گھروں کاروں کو آگ لگا دی گئی دو سو سے زائد زخمی کرفیو نافذ

مظاہرین نے پولیس کی دو جیپوں سمیت درجنوں گاڑیاں جلا ڈالیں سینکڑوں افراد نے گھر چھوڑ کر بیرکوں میں پناہ لے لی

نائیجیرین حکام نے مسافر بسوں گاڑیوں کی تلاشی کے دوران بھاری اسلحہ برآمد کر لیا

مقابلہ حسن فحاشی کا فروغ ہے پابندی لگائی جائے: علماء کا مطالبہ مقابلہ شیڈول کے مطابق ہوگا: ’’مس ورلڈ‘‘ منتظمین کا اعلان

ابوجا (اے ایف پی مانیٹرنگ ڈیسک) نائیجیریا میں حسینۂ عالم کے مقابلے اور نبی آخر الزمان کی شان میں گستاخی کے خلاف بدترین مذہبی فسادات پھوٹ پڑے ہیں۔ اس دوران ۱۰۵ افراد ہلاک اور ۲۰۰ سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔ تفصیلات کے مطابق نائیجیریا کے شہر کادونا میں تین روز سے جاری پُر تشدد مظاہروں نے جمعہ کے روز شدت اختیار کر لی۔ سینکڑوں مسلمان نوجوان نماز جمعہ کے بعد سڑکوں پر نکل آئے اور مس ورلڈ مقابلے کے انعقاد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے اخبار کے خلاف نعرے لگائے۔ کادونا شہر کی آدھی آبادی عیسائیوں پر مشتمل ہے۔ مظاہرے کے دوران مسلمانوں اور عیسائیوں میں جھڑپیں شروع ہو گئیں۔ نوجوانوں نے کئی چرچوں مسجدوں گھروں اور عمارتوں کو آگ لگا دی اور لوٹ مار کی۔ مظاہرین نے ٹائر جلا کر شہر کی سڑکیں بند کر دیں۔ شدید فسادات سے خوفزدہ ہو کر سینکڑوں افراد نے پولیس بیرکوں میں پناہ لے لی ہے۔ شہر کی گلیوں اور سڑکوں پر مسلمانوں اور عیسائیوں میں لڑائی جاری ہے۔ عالمی ریڈ کراس نے تصدیق کی ہے کہ فسادات میں مرنے والے ۱۰۵ افراد کی شناخت کر لی گئی ہے۔ ۲ سو سے زائد زخمی ہیں۔ مزید ہلاکتوں کا خطرہ ہے۔ حکام نے کادونا میں ۲۴ گھنٹے کا کرفیو نافذ کر دیا ہے۔ واضح رہے کہ نائیجیریا کے علماء نے مقابلہ حسن کو فحاشی کا فروغ قرار دیتے ہوئے حکومت سے اس پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا تھا تاہم حکومت نے اس کا جواب نہیں دیا۔ ادھر مس ورلڈ مقابلے کے منتظمین کا کہنا ہے کہ ان کا نائیجیریا کے فسادات سے کوئی تعلق نہیں۔ مقابلہ حسن شیڈول کے مطابق منعقد ہوگا۔ اے ایف پی کے مطابق نائیجیریا کے دارالحکومت ابوجا سمیت دیگر شہروں میں بھی صورت حال کشیدہ ہے جہاں مسلمانوں کے مظاہرے جاری ہیں۔ پولیس اور فوج کی بھاری نفری اہم جگہوں پر تعینات ہے۔ حکام نے مسافر بسوں اور گاڑیوں کی تلاشی کے دوران کئی افراد سے بھاری اسلحہ برآمد کر لیا ہے۔ عینی شاہدین کے مطابق ابوجا کی مرکزی جامع مسجد کے قریب عمارتوں سے دھواں اٹھتا دکھائی دے رہا ہے۔ اے ایف پی کے مطابق نائیجیریا کے دارالحکومت ’’ابوجا‘‘ میں نماز جمعہ کے بعد جلوس نکالنے والے مسلمانوں نے پولیس والوں پر حملے کئے اور مرکزی مسجد کے سامنے پولیس کی دو گاڑیاں جلا ڈالیں جبکہ شہر کے ایک اور علاقے میں درجنوں عام گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے آنسو گیس استعمال کیا اور درجنوں افراد کو گرفتار کر لیا۔ عینی شاہدین کے مطابق پولیس نے مظاہرین پر گولیاں بھی چلائیں۔ (روزنامہ ’’خبریں‘‘ کراچی ۲۳/نومبر ۲۰۰۲ء)

شان رسالت میں گستاخی نائیجیریا میں احتجاج دوسرے دن بھی جاری ۲۰۰ افراد ہلاک

لاگوس اور کادونا میں احتجاجی مظاہروں اور جھڑپوں میں ۶۰۰ سے زائد افراد زخمی کادونہ میں کرفیو نافذ کر دیا گیا

متعدد عمارتوں اور گرجا گھروں کو نذر آتش کر دیا گیا مختلف علاقوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جھڑپیں

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

لاگوس (ریڈیو رپورٹ) نائیجیریا کے دارالحکومت لاگوس اور شمالی شہر کادونہ میں شان رسالت میں گستاخی اور اگلے ماہ ہونے والے حسینہ عالم کے مقابلے کے خلاف ہونے والے احتجاجی مظاہروں اور جھڑپوں میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہوگئی ہے اور شہر کادونہ میں فوری طور پر کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے' ریڈ کراس والوں کا کہنا ہے کہ ہنگاموں میں ۷۰۰ سے زائد افراد زخمی ہوئے ہیں' بتایا گیا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان نوجوانوں نے شہر کے مضافات میں توڑ پھوڑ اور ہنگامہ کیا' ٹائر جلائے اور متعدد عمارتوں اور گرجا گھروں کو نذر آتش کیا۔ اس موقع پر مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جھڑپیں ہوئیں۔ بی بی سی کے مطابق کادونہ میں گزشتہ دو سال سے امن وامان کی صورت حال انتہائی خراب ہے اور پورا شہر مسلمان اور عیسائی آبادی میں بٹا ہوا ہے۔ دو سال قبل بھی وہاں شدید فسادات ہوئے تھے جن میں دو ہزار سے زائد افراد ہلاک ہوگئے تھے۔ (روزنامہ ''جنگ'' کراچی ۲۳/نومبر ۲۰۰۲ء)

مقابلہ حسن ضرور ہونا چاہئے: صدر نائیجیریا

لاگوس (اے ایف پی) نائیجیریا کے صدر اولوسگن اوباسانجو نے کہا ہے کہ مقابلہ حسن کے منتظمین خود کو نائیجیریا میں ہونے والے فسادات کا ذمہ دار سمجھیں' منتظمین کو چاہئے کہ وہ مقابلے کے شرکاء کو تحفظ دیں اور محبت سے پیش آئیں۔ یہ مقابلہ ضرور ہونا چاہئے۔ نائیجیرین صدر نے کہا کہ ''دس ڈے'' اخبار کا مضمون کسی اور موقع پر بھی چھپتا تو ایسی ہی صورت حال پیش آتی۔ (روزنامہ ''خبریں'' کراچی ۲۳/نومبر ۲۰۰۲ء)

اس حوالے سے ہمارا تبصرہ وہی ہے جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ترجمان نے اپنے جاری کردہ ایک بیان میں اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا۔ ترجمان کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو مقابلہ حسن میں حصہ والی اخلاق باختہ خواتین سے متہم کرنا بدترین توہین رسالت ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کو معاف کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں کیونکہ یہ حقوق العباد کا معاملہ ہے اس لئے جب تک صاحب معاملہ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے معاف نہ کردیں اور کوئی شخص اسے معاف نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک اس جرم کی معافی کا تصور تھا لیکن اب اس جرم کی معافی ممکن نہیں۔ حقوق انسانی کا شور مچانے والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے انسانی حقوق کو کیوں بھول جاتے ہیں۔ دنیا بھر میں توہین رسالت کے بڑھتے ہوئے واقعات قابل تشویش ہیں۔ دو سو افراد کی ہلاکت کے بعد مقابلہ حسن کی منتقلی فسادات کا دروازہ کھول کر راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش ہے۔ نائیجیریا میں مقابلہ حسن کے بہانے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا انسانیت سے گری ہوئی حرکت ہے جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ مقابلہ حسن کے منتظمین نے دو سو افراد کی ہلاکت پر افسوس تک ظاہر نہیں کیا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں انسانی جانوں کی کوئی قیمت نہیں۔ متعدد وجوہات کی بنا پر ان مقابلوں کی مذمت کی جاتی ہے کیونکہ یہ ہر قسم کی حدود وقیود سے آزاد ہوکر منعقد کئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف مذہبی بلکہ اخلاقی بنیادوں پر بھی ان کے انعقاد کا کوئی جواز نہیں ہوتا اور یہ محض اخلاق باختگی اور حیا سوزی کے فروغ کا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں اور معاشرے کو جنسی ہیجان کی سمت لے جاتے ہیں۔ انہوں نے ان واقعات کو ایک سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس کے پس پشت جو عناصر کارفرما ہیں عالمی سطح پر ان کی بیخ کنی ضروری ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ ماہ امریکی پادری جیری فال ویل نے بھی توہین رسالت کا ارتکاب کیا تھا جس کے خلاف پوری دنیا میں شدید احتجاج ہوا تھا اور اب پھر توہین رسالت کے اس نئے واقعہ کے خلاف شدید ردعمل سامنے آرہا ہے۔ ہم اس میں یہ اضافہ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ توہین رسالت کے ارتکاب پر معافی چاہنا اس مسئلہ کا حل نہیں بلکہ یہ پتہ لگایا جائے کہ یکدم اس کا ارتکاب کیوں شروع ہوگیا ہے اور اس کا سدباب کیا جائے ورنہ اگر مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے تحفظ کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکے گی۔ اسلامی دنیا کے سربراہوں کو چاہئے کہ وہ سرکاری سطح پر احتجاج کرکے توہین رسالت کے واقعات کا نوٹس لیں۔

پیغام عید

ہر سال کی طرح اس سال بھی عید اپنی تمام تر خوشیوں کے ساتھ آئی ہے۔ رمضان کے اختتام کا جہاں دکھ ہوتا ہے وہاں عید کی خوشیاں اس دکھ کا مداوا کرنے کیلئے موجود ہوتی ہیں۔ اس موقع پر ہمیں اپنے ان مسلمان بھائیوں کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہئے جو مختلف خطوں اور علاقوں میں مصائب سے دوچار ہیں اور انہیں محض اسلام سے وفاداری کے ''جرم'' کی پاداش میں وہ سزائیں دی جارہی ہیں جن کا تصور بھی محال ہے۔ عید یقیناً خوشیوں کا پیغام ساتھ لائی ہے اور اسے اس کے مکمل احترام کے ساتھ منانا چاہئے لیکن ساتھ ساتھ دیگر پہلوؤں کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے۔ اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جو نادار ہیں' مسکین ہیں' اچھے کپڑے نہیں بنا سکتے' عید کی خوشیوں میں مکمل طور پر شریک نہیں ہوسکتے' ہمیں چاہئے کہ ہم حتی المقدور ان کی امداد کریں۔ یہ ہمارا اخلاقی فریضہ ہے اور اس کی ادائیگی ہماری عید کی خوشیوں کو دوبالا کردے گی۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہمیں ان افعال کی توفیق عطا فرمائیں گے۔ یہی اس مرتبہ کا پیغام عید ہے۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اقوام وملل کا ارتقا وانحطاط
اللہ کی سنتیں وقوانین

مولانا اسجد قاسمی ندوی

پورا کارخانۂ عالم ایک حکیمانہ نظام کے تحت چل رہا ہے' کائنات کی ہر مخلوق کے لئے انتظامات ہیں' افراد واشخاص کے لئے بھی مستقل نظام ہے اور جماعات واقوام کے لئے بھی' جس طرح بچپن' جوانی' کہولت' بڑھاپا' صحت' مرض' طاقت' کمزوری وغیرہ تمام مراحل حیات انسانی کو پیش آتے ہیں' ایسے ہی اقوام وملل کے لئے بھی حیات وموت اور صحت ومرض اور قوت وضعف کے قوانین اللہ کے بنائے ہوئے ہیں جو جاری وساری ہیں' قرآن کریم بہت سے قوانین کی طرف متنبہ اور متوجہ کرتا ہے۔

☆......مثال کے طور پر امتوں کی حفاظت و بقاء کے لئے اللہ تعالیٰ کی سنت اور قانون یہ ہے کہ ان کے افراد میں ایسا گروہ لازماً موجود ہو جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داریاں سنبھالے' بالفاظ دیگر وہ اصلاح ودرستگی کی دعوت دے اور فساد وشر سے روکے' بچائے اور ناپسند قرار دے' ہر دور میں یہ گروہ مختلف شکلوں میں رہا ہے اور اس کے عملی طریقے اور مناہج متنوع رہے ہیں' اور اس کے پاس اسباب ووسائل بھی مختلف رہے ہیں' بہرصورت اس گروہ کی موجودگی اور بیداری امتوں کی حیات و ارتقاء کی ضمانت ہوتی ہے' ہاں مگر ضروری یہ ہے کہ یہ گروہ بے حد باشعور' بیدار مغز' جفاکش' امانت دار' مخلص وبے لوث ہو' اس کے پاس قوت فیصلہ ہو' یقین کی طاقت ہو' حسن نیت کی دولت ہو' وہ قوم کو نافع ومفید چیز اختیار کرنے اور مضر اور تباہ کن چیز سے دور رہنے کی برملا تلقین وتاکید کرسکتا ہو اور اگر اس گروہ میں یہ اوصاف نہ ہوں تو پھر امت کی حیات وبقاء کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی' قرآن کریم اسی گروہ کے تذکرہ میں فرماتا ہے:

> ''پس کیوں نہ ایسا کیا گیا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آئی ہوتی کہ دین میں دانش وفہم پیدا کرتی اور جب تعلیم وتربیت کے بعد اپنے گروہ میں واپس جاتی تو لوگوں کو جہل وغفلت کے نتائج سے ہوشیار کرتی تاکہ برائیوں سے بچیں۔'' (التوبہ:۱۲۲)

اس آیت کے ذیل میں فقہاء نے لکھا ہے کہ:

''جس آبادی میں علماً حقانی کا وجود نہ رہے' یا وہ موجود تو ہوں لیکن ہدایت خلق کے کام سے غافل ہوں' وہ ساری آبادی گناہگار ہوگی' بدکرداری سے روکنا اور نیک کرداری کو پھیلانا فرض کفایہ ہے' علماً حق اس کے خصوصاً ذمہ دار ہیں' گو حکم کے مخاطب سب مسلمان ہیں۔'' (تفسیر ماجدی دوم:۴۲۵)

بدکرداری' فساد اور ظلم کی آخری حد میں عبور کرجانے کے نتیجہ میں متعدد اقوام عالم خدائی عذا[ب] کی گرفت میں آئی ہیں' قوم نوح' قوم عاد' قوم ثمود' [قوم] لوط' اصحاب مدین' فرعون اور اس کی قوم' قوم تبع و[غیرہ] تمام اقوام عذاب الٰہی کا نشانہ بنیں' قرآن اس سلـ[سلہ] میں بنیادی سبب بیان کرتا ہے:

> ''پھر ایسا کیوں نہیں ہوا کہ ان قوموں میں جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں' ایسے اہل حق باقی رہے جو لوگوں کو زمین میں فساد مچانے سے روکتے' ایسے لوگ نکلے بھی تو بہت کم' جنہیں ہم نے نجات دی' ورنہ ظالم لوگ اسی راہ پر چلے جس میں انہوں نے اپنی نفس پرستیوں کی آسودگی پائی تھی اور وہ سب مجرم تھے۔'' (سورۂ ھود:۱۱۶)

آیت کی تفسیر میں مولانا آزاد نے لکھا ہے کہ:

> ''یہ پچھلی قومیں جو یکسر ہلاک ہوگئیں تو اس لئے ہوئیں کہ ان میں اہل خیر وصلاح معدوم ہوگئے تھے' کوئی نہیں رہا تھا جو شر وفساد سے روکے' اگر ان میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے موجود ہوتے تو کبھی اس نتیجے سے دوچار نہ ہوتے' کیونکہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ ایک بستی پر عذاب آئے اور اس کے باشندے مصلح ہوں۔'' (ترجمان القرآن سوم ص:۶۸۱)

ختم نبوت

واضح فرمادیا گیا کہ جب تک امتیں مستقیم رہتی ہیں اور ان میں ایک گروہ داعیان حق کا باقی رہتا ہے تب تک وہ عذاب استیصال سے اور بہ یک قلم نابود کئے جانے سے محفوظ رہتی ہیں' ہاں جب امتوں کا اجتماعی ضمیر اتنا بگڑ جائے کہ ان میں داعیان حق سرے سے باقی ہی نہ رہیں یا ہوں تو لیکن اتنے کم اور اتنے کمزور کہ ان کے روکنے سے بگاڑ نہ رک سکے تو پھر امتیں غضب الٰہی کی مستحق ہو جاتی ہیں' واقعہ یہ ہے کہ اللہ لوگوں کے شرور کو اس خیر کی وجہ سے برداشت کرتا ہے جو ان میں موجود ہو' اور اسی وقت تک کرتا ہے جب تک ان میں کچھ امکان خیر باقی رہے' مگر جب کوئی امت خیر سے بالکل تہی دست ہو جائے' اہل خیر ہوں ہی نہیں یا ان کی دعوت صدا بہ صحرا اور بے اثر ہو تو پھر اس قوم پر عذاب الٰہی کا وقت قریب آ جاتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ صالحین و مصلحین کا گروہ ہلاکتوں اور تباہیوں سے امتوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس کی حیثیت طبیب ومعالج کی ہوتی ہے کہ اگر اس کا تجویز کردہ نسخہ علاج مریض قبول کر لے اور اس کی پابندی کر لے تو مرض سے نجات پا جاتا ہے' ورنہ بصورت دیگر وہ مسلسل مرض کا شکار رہتا ہے اور انجام کار وہ مرض اسے ہلاکت میں جتلا کر دیتا ہے' یہی حال گروہ مصلحین و داعیان کا ہوتا ہے' قرآن نے اس گروہ کو "صالحین" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے' فرمایا:

"اور زبور میں ہم نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔" (الانبیاء:۱۰۵)

آیت میں بڑی وضاحت سے فرمادیا گیا ہے کہ نیک اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ دنیا و عقبیٰ کی فلاح اور اس زمین اور جنت کی زمین کا وارث بنائے گا' قرآن ہی میں وارد ہے کہ:

"زمین اللہ کی ہے' اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور حسن انجام خدا ترسوں ہی کے ہاتھ رہتا ہے۔" (الاعراف:۱۲۸)

نیز فرمایا گیا:

"اللہ نے تم میں سے مؤمنین صالحین سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے' ان کے لئے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرے گا جسے اس نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی موجودہ حالت خوف کو امن سے بدل دے گا' بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔" (النور:۵۵)

> "آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔" (الانفال:۴۶)

سورۃ المومن میں ارشاد باری ہے:

"یقین جانو کہ ہم اپنے رسولوں اور ایمان لانے والوں کی مدد اس دنیا کی زندگی میں بھی لازماً کرتے ہیں اور اس روز بھی کریں گے جب گواہ کھڑے ہوں گے۔" (آیت:۵۱)

مولانا آزاد کے بقول:

"زبور میں اللہ نے اپنے اس مقررہ قانون کا اعلان کر دیا تھا کہ زمین کے وارث خدا کے صالح بندے ہوتے ہیں' یعنی جماعتوں اور قوموں کے لئے یہاں یہ قانون الٰہی کام کر رہا ہے کہ انہی لوگوں کے حصہ میں ملک کی فرمانروائی آتی ہے جو صالح ہوتے ہیں...... زمین کی وراثت سنورنے سنوارنے والوں کی وراثت میں آتی ہے' ان کی وراثت میں نہیں جو اپنے اعتقاد و عمل میں بگڑ جاتے ہیں اور سنوارنے کی جگہ بگاڑنے والے ہوتے ہیں...... پوری تاریخ کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ارث و میراث کی ایک مکمل داستان ہے' ایک قوم قابض ہوئی پھر مٹ گئی' دوسری اس کی وارث ہوگئی' پھر اس کے لئے بھی مٹنا ہوا' اور تیسرے وارث کے لئے جگہ خالی ہوگئی...... اس لئے کہ یہاں خدا کا ایک اٹل قانون کام کر رہا ہے کہ وراثت ارضی کی شرط اصلاح وصلاحیت ہے' جو صالح نہ رہیں ان سے نکل جائے گی' جو صالح ہوں گے ان کے ورثہ میں آئے گی: "ولن تجد لسنة الله تبديلا"۔ (ترجمان القرآن چہارم ملخصاً ص:۶۲'۶۵'۶۷)

چنانچہ امت محمدیہ کے مکمل وفادار و راست باز افراد عرصہ دراز تک اس سرزمین کے وارث رہے' مشرق و مغرب ہر جگہ انہوں نے اسلامی عادلانہ حکومت قائم کر دی' حق کا علم بلند کر دیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی ان کے ہاتھوں مکمل ہوئی کہ "اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا' میں نے اس کا مشرق و مغرب دیکھا' عنقریب میری امت ان تمام علاقوں کی مالک ہو جائے گی۔" یہی پیشگوئی دوبارہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اور حضرت

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوت

عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں پوری ہوکر رہے گی۔

مندرجہ بالاتفصیل سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ امت میں صالح افراد کی معتدبہ تعداد کا وجود امت کی بقاء وارتقاء کا اصل ضامن ہوتا ہے اور صالح افراد جتنے متحرک ومؤثر ہوتے ہیں' اتنا ہی امت کی زندگی اور ترقی بڑھتی ہے اور جوں جوں صالحین میں صلاح ونشاط میں کمی آتی ہے' امت کی حیات وبقاء میں کمی آتی ہے اور پھر جب صالح عنصر ناپید یا بالکل بے اثر ہوجاتا ہے تو وہ امت کی بربادی اور زوال کا وقت ہوتا ہے۔

☆...... امتوں اور جماعتوں کے تعلق سے اللہ کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ جب کسی قوم کے خوشحال وامیر افراد کا طبقہ سرکش وبے لگام ہوجاتا ہے اور دنیوی لذت کوشیوں اور شہوت پرستیوں میں پور پور ڈوب جاتا ہے اور قوم وملت کی صلاح کو نظر انداز کرکے ساری توجہ اپنے ذاتی وقتی مفادات پر مرکوز کردیتا ہے اور قوم کے اصحاب دانش اس کو ان بے راہ رویوں پر نہیں ٹوکتے' تو پھر اس قوم وامت کی تباہی کے دن قریب آجاتے ہیں' قرآن کریم اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے:

"جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانیاں کرنے لگتے ہیں' تب عذاب کا فیصلہ ایسی بستی پر چسپاں ہوجاتا ہے اور ہم اسے برباد کرکے رکھ دیتے ہیں' دیکھو کتنی ہی نسلیں ہیں جو نوح کے بعد ہمارے حکم سے ہلاک ہوئیں' آپ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے پوری طرح باخبر ہے اور سب کچھ دیکھ رہا ہے۔"

(بنی اسرائیل:۱۶'۱۷)

کسی قوم اور معاشرہ کو تباہ کرنے والی چیز فی الواقع اس کے خوشحال ودولت مند افراد اور اونچے طبقات کا فساد وبگاڑ ہوتا ہے' یہ فطری قانون ہے کہ جس قوم کی شامت آنے کو ہوتی ہے' اس کے خوشحال افراد فسق وفجور کو شیوہ بنالیتے ہیں اور ہر نوع کی بدکاریوں وبدکرداریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں اور پھر یہی چیز پوری قوم کے لئے باعث ہلاکت بن جاتی ہے' اس لئے سلامتی کا راستہ یہی ہے کہ اقتدار و معاش کی باگ فاسق وبدکردار افراد کے ہاتھوں میں بالکل جانے ہی نہ دی جائے' مترفین (خوش عیش مالداروں) کے اخلاق وافعال سے فطری طور پر عوام متاثر ہوتے ہیں' اس لئے ان کی بنیادی ذمہ داری اپنے اخلاق واعمال کی آراستگی اور پوری قوم کو اپنی بدعملیوں کے وبال سے محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔

جب تک مترفین بدکرداریوں سے محفوظ رہتے ہیں' امت بھی محفوظ رہتی ہے اور جتنا محفوظ رہتے ہیں' اتنا ہی امت بھی محفوظ رہتی ہے' لیکن جب وہ جائز حدیں بے تکلف عبور کرنے لگتے ہیں تو پھر تباہی آہی جاتی ہے' قرآن کریم میں اہل ایمان کو مخاطب کیا گیا ہے کہ:

"ظالموں کی طرف ذرا بھی نہ جھکنا ورنہ جہنم کی لپیٹ میں آجاؤ گے اور تمہیں اللہ سے بچانے والا اور مدد کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔" (ھود:۱۱۳)

اس آیت میں ظالمین ومفسدین کی طرف ادنیٰ میلان تک رکھنے' اعتماد وجھکاؤ' دوستی واطاعت' ان کے اعمال وافعال کو پسند کرنے' ان کے برے اعمال پر خاموش رہنے' مداہنت' ان کی صحبت اختیار کرنے' شکل وصورت اور رہن سہن میں ان کی پیروی سب سے منع فرمادیا گیا' تاکہ ان کا ہلکا سا عکس واثر اہل ایمان کی زندگیوں اور اعمال پر نہ پڑنے پائے اور وہ ہلاکت سے محفوظ رہیں۔

☆...... اللہ جل جلالہ کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ کسی قوم کے امراء ورؤساء اور مترفین واغنیاء کے بگاڑ پر اہل علم ودانش خاموش تماشائی بنے رہیں اور ان کو بگاڑ سے نہ روکیں تو رفتہ رفتہ پوری قوم میں بگاڑ پھیل جاتا ہے جو بالآخر تباہی پر منتج ہوتا ہے اور اگر اہل علم ودانش بگاڑ کا مقابلہ کریں' اس کو جڑ سے اکھیڑ ڈالنے اور پوری طرح نیست ونابود کردینے کی مکمل جدوجہد کریں اور ایک دوسرے کا تعاون کریں تو امت بگاڑ سے محفوظ رہتی ہے۔

حدیث نبوی میں معاشرہ میں بگاڑ لانے والوں اور بگاڑ پر خاموش تماشائی بنے رہنے والوں کی بالکل راست تصویر کھینچی گئی ہے کہ ان کی مثال ایک دو منزلہ کشتی کی سی ہے جس میں نچلی منزل والوں کو پانی لانے اوپر جانا پڑتا ہے' اس زحمت سے بچاؤ کے طور پر وہ نیچے کشتی میں سوراخ کرنے لگیں تو اب اوپر والے اگر ان کو اس عمل سے روک دیں تو خود بھی محفوظ رہیں گے اور دوسروں کو بھی محفوظ رکھیں گے' ورنہ سب ہلاک ہوجائیں گے۔ یہی حال معاشرہ کے بگاڑ کا ہے کہ اس پر بندش نہ لگائی جائے تو پھر پورا معاشرہ تباہ ہوجاتا ہے' قرآن وحدیث میں بار بار واضح فرمایا گیا ہے کہ جس معاشرہ میں فساد وشر کو گوارا کرلینے کا مزاج پیدا ہوجاتا ہے' وہ پورا معاشرہ عذاب خداوندی کا نشانہ بن جاتا ہے' بدکرداریوں کی سزا دی جاتی ہے تو پھر یہ نہیں دیکھا جاتا ہے کہ کون ان کا مرتکب تھا اور کون نہیں؟ قرآن کہتا ہے:

"اس آزمائش سے بچو جو صرف بدکاروں تک محدود نہیں۔" (انفال:۲۵)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

ایک حدیث میں اس آیت کی تشریح فرمائی گئی ہے کہ: اللہ کسی خاص گروہ کے گناہوں کا عذاب عام لوگوں پر نہیں ڈالتا جب تک کہ ایسی صورت نہ پیدا ہوجائے کہ وہ اپنے ماحول میں گناہ ہوتا ہوا دیکھیں اور روکنے پر قدرت کے باوجود نہ روکیں' تو اس وقت عذاب الٰہی سب کو گھیر لیتا ہے۔'' (شرح السنہ للبغوی)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بیان فرمایا کہ: جب لوگ کسی کو ظلم کرتا ہوا دیکھیں اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ظلم سے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ ان سب کو اپنے عذاب کی لپیٹ میں لے لے۔'' (ترمذی)

جب معاشرہ کا اجتماعی ضمیر کمزور یا مردہ ہوجاتا ہے اور فساد و شر کو دبا کر رکھنے کی اس میں قوت باقی نہیں رہ جاتی اور جب بدکردار اعلانیہ بدکرداری کرتے اور عام کرتے ہیں اور نیک افراد اپنی انفرادی نیکی پر صابر و قانع اور اجتماعی فساد و شر پر ساکت اور خاموش ہوجاتے ہیں تو پھر پورے معاشرہ کی شامت آجاتی ہے اور سب کو پیس دیا جاتا ہے۔

قرآن کریم میں بنی اسرائیل کی ایک بستی ''ایلہ'' کے افراد کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جو اپنے مذہب کے لحاظ سے مقدس دن ''سنیچر'' کو حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرتے تھے' مچھلیوں کا شکار اس دن ممنوع تھا مگر ان میں سے ایک گروہ اس حکم کی علی الاعلان خلاف ورزی کرتا تھا' دوسرا گروہ خود تو خلاف ورزی نہ کرتا تھا مگر خاموش تماشائی تھا' تیسرا گروہ نصیحت اور خلاف ورزی سے حتی الامکان روکنے میں مصروف تھا' اس تیسرے گروہ کو دوسرا گروہ نصیحت سے منع بھی کرتا تھا کہ نصیحت بالکل سودمند نہ ہوگی' مگر تیسرا گروہ اس امید پر نصیحت کرتا تھا کہ شاید یہ لوگ اللہ کی نافرمانی سے پرہیز کرنے لگیں' لیکن جب معاملہ حد سے تجاوز کرگیا تو اللہ نے صرف تیسرے گروہ کو بچالیا اور باقی مجرموں اور خاموش تماشائیوں سب کو مبتلائے عذاب کردیا۔

اجتماعی جرائم کے باب میں قانون الٰہی یہی ہے' اسلام صرف افراد ہی کو نہیں بلکہ پورے معاشرہ کو صالح و پاکیزہ دیکھنا چاہتا ہے' ضروری یہ ہے کہ ملت کا ہر فرد بجائے خود صالح ہونے کے ساتھ بقدر امکان دوسروں کا مصلح بھی ہو' جرائم اور مجرموں سے بیجا چشم پوشی اور مداہنت خود ایک جرم ہے' معاشرہ اگر برائیوں کو انگیز کرنے کا عادی ہوجائے تو یہ قومی جرم ہے' جس کی سزا سب کو بھگتنی پڑتی ہے:

فطرت افراد سے اغماض تو کرلیتی ہے
کبھی کرتی نہیں قوموں کے گناہوں کو معاف

☆......سنن الٰہیہ میں ایک سنت یہ بھی ہے کہ ظلم و سفاکی اور وحشت و بربریت قوموں کے ادبار' زوال اور بربادی کا سبب بن جاتے ہیں' بلکہ قرآن کی تصریح کے مطابق بارش و باراں کی کمی' قحط' کھیتوں اور نسل انسانی کی تباہی کا ایک اہم محرک ظلم و زیادتی کا بالکل عام ہوجانا بھی ہے' فرعون اور اس کی قوم کی ہلاکت کا ایک اہم سبب یہی ظلم تھا' قرآن اس کے بارے میں کہتا ہے کہ:

''واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کردیا' ان میں سے ایک گروہ کو وہ ذلیل کرتا تھا' اس کے لڑکوں کو قتل کرتا اور اس کی لڑکیوں کو جیتا رہنے دیتا تھا' فی الواقع وہ مفسد لوگوں میں سے تھا۔''
(القصص:۴)

ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ:

''ظلم و زیادتی کی وجہ سے آبادی میں ویرانی اور خرابی آنا ناگزیر ہے اور ظلم صرف مالک کے قبضہ سے مال یا حکومت چھین لینے کا نام نہیں بلکہ ظلم کا دائرہ اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے' کسی کی مملوکہ چیز لے لینا' ناجائز مطالبہ' شریعت کی طرف سے لازم نہ ہونے والا حق لازم کرنا' ناحق ٹیکس وصول کرنا سب ظلم میں شامل ہے' اپنی مفوضہ ذمہ داری انجام نہ دینا بھی ظلم ہے' ظلم نوع انسانی کے انقطاع کا سبب بنتا ہے' بہرام بن بہرام نامی بادشاہ کے ظلم اور اپنی ذمہ داری سے غفلت پر اسے ایک مذہبی سربراہ نے عجیب انداز میں تنبیہ کی' ایک بار بادشاہ نے الو کی آواز سنی اور مذہبی سربراہ سے پوچھا کہ الو کیا کہہ رہے ہیں؟ اس نے موقع غنیمت جان کر کہا کہ بات یہ ہے کہ ایک نر الو ایک مادہ الو سے شادی کا خواہاں ہے' لیکن مادہ نے یہ شرط لگادی ہے کہ پہلے اسے بیس اجڑے گاؤں دیے جائیں' نر الو نے یہ شرط قبول کرلی ہے اور اس سے کہہ رہا ہے کہ یہ تو بڑا آسان ہے' اگر بہرام کا زمانہ رہا تو ظلم کی وجہ سے آبادیاں ویرانے میں بدلیں گی ہی' میں بیس کے بجائے ایک ہزار گاؤں دے دوں گا' بادشاہ ہوشیار تھا' وہ اشارہ سمجھ گیا اور مذہبی سربراہ سے اصل بات دریافت کی تو اس نے کہا کہ اے بادشاہ! ملک کا وقار شریعت اور اللہ کی اطاعت پر اور اللہ کے امر و نہی کے تحت رہ کر تصرف کرنے پر موقوف ہے' بادشاہ کی عزت افراد سے ہے اور افراد کی بقاء مال سے ہے اور مال کی راہ آبادی ہی سے ہے اور آبادی کی بقاء عدل و انصاف سے

ہے۔" (مقدمہ ابن خلدون)

کسی بھی ملک اور معاشرہ کا سب سے بڑا مرض ظلم وسفاکی ہے اور تاریخ کا تسلسل بتاتا ہے کہ بسا اوقات ظلم سے بڑی بڑی سلطنتوں کے چراغ گل ہوگئے' معاشرہ پر بادِ خزاں چل گئی' ان پر مکمل زوال آ گیا' مظلوم کی آہ وکراہ سے پورے دور کا خاتمہ ہوگیا اور خالق کائنات کی طرف ظالموں پر ایسی آفتیں اور سزائیں آئیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں' زلزلے' بجلیاں' گرانی' قحط سالی' بیماریاں نہ جانے کیا کیا نتائج ظلم کے ہوتے ہیں جو ظالموں کو بھگتنے پڑتے ہیں۔ یہ اللہ کی سنت ہے جو کبھی تبدیلی سے آشنا نہیں ہوتی۔

طاقت واقتدار کا نشہ اتنا خطرناک ہوتا ہے کہ آدمی رحمت وانسانیت سے محروم ہوجاتا ہے' ایرانی بادشاہ "آریامہر" کے بارے میں آتا ہے کہ وہ تیر اندازی کا بے حد شوقین تھا' ایک بار اس نے محل سے باہر اپنے کسی ملازم کے کمسن بچہ کو کھیل میں مشغول دیکھا' اس کے دل میں انسانی وجود پر شوق تیر اندازی کی تکمیل کا داعیہ پیدا ہوا' حکم کی تعمیل میں بچہ سامنے لایا گیا' بادشاہ نے اپنا شوق پورا کیا اور بچے نے آخری ہچکی لی' بچے کے باپ نے بادشاہ کو صحیح نشانہ بازی پر مبارکباد دی' اقتدار وطاقت کے نشہ میں بدمستی کے اس جیسے نہ جانے کتنے نمونے تاریخ میں ملتے ہیں' نتیجتاً ہر ظالم کو اپنی حرکت کا مزہ چکھنا بھی پڑا ہے' دنیا کی موجودہ صورت حال میں جب اہل باطل پوری طرح اہل حق سے ہر جگہ نبرد آزما ہیں اور ظلم وسفاکی کے سارے دروا کردیئے گئے ہیں' طاقت واقتدار کے نشہ میں بدمست افراد انسانیت وشرافت کی تمام قدروں کو پامال کرنے پر اتر آئے ہیں۔ شاید انہیں یہ یاد نہیں کہ خدائے وحدہ لاشریک لہ کی طاقت وقدرت سب سے بڑھ کر ہے اور ابھی اس کی طرف سے رسی ڈھیلی ضرور ہے لیکن:

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں
ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں

وہ وقت بس آنے کو ہے کہ اس کی رسی کھینچ لی جائے اور ظالموں کو ان کے برے انجام تک پہنچا دیا جائے۔

☆...... اللہ کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ مال و دولت کے بے جا و بے محل استعمال پر اصرار قوموں کو لے ڈوبتا ہے' قوم شعیب کے بارے میں قرآن کا بیان ہے کہ ان کی عادتوں میں مال کا غلط استعمال' ناپ تول میں کمی' دوسروں کا حق ادا نہ کرنا' دوسروں کا مال ناحق استعمال کرنا سب کچھ تھا' حضرت شعیب نے ان کو بہت سمجھایا' حلال مال پر قانع رہنے کی تعلیم دی' مگر انہوں نے جواب دیا کہ:

"اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان سارے معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ یا یہ کہ ہم کو اپنے مال اپنے منشا کے مطابق تصرف کرنے کا اختیار نہ ہو؟ بس تو ہی ایک عالی ظرف اور راست باز آدمی رہ گیا ہے۔" (ھود:۸۷)

چنانچہ پھر انہی جرائم کی پاداش میں ان کو تہس نہس کردیا گیا۔

اسلام نے افراط مالی پر اسی لئے بندش لگائی ہے کہ فطری تقاضوں سے مجبور ہوکر انسان مال کی محبت میں بری طرح گرفتار ہوجاتا ہے' اور مال کی کثرت' کثرت کے حصول کی کوشش' ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی خواہش اسے ضروریات دین سے غافل کردیتی ہے' اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معاشی تعلیمات دی ہیں ان میں اعتدال کو اساسی درجہ دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطرہ ظاہر فرمادیا تھا کہ: "مجھے تم پر فقر وناداری کا نہیں بلکہ اس کا اندیشہ ہے کہ دنیا تم پر وسیع کردی جائے اور تم اس پر سابقہ امتوں کی طرح ٹوٹ پڑو اور پھر انہی کی طرح برباد ہوجاؤ۔" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو فتنہ عام قرار دیا اور اس کے دام فریب سے حتی المقدور نہ الجھنے کی دعوت دی' یہ خطرہ آج پوری طرح واقع ہوکر سامنے آچکا ہے' دولت مند عام طور پر ضروریات دین سے بے پروا ہیں' اور اس کا نتیجہ ادبار وزوال کی صورت میں آشکارا ہے' اقبال نے امراء کے نشۂ دولت کا بڑا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے:

جاکے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا تو غریب
زحمت روزہ جو کرتے ہیں گوارا تو غریب
نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا تو غریب
پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا تو غریب
امراء نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملت بیضا غرباء کے دم سے

مالداروں کو ایک طرف یہ حکم ہے کہ کسب مال اور جمع مال کی ساری کارروائی دائرہ شریعت میں ہو اور دیگر ضروریات دین کی انجام دہی میں کوئی کمی اور خلل نہ پیدا کریں' جب کہ دوسری طرف مال کے حقوق ادا کئے جائیں' فقراء اور ناداروں کا مکمل تعاون کیا جائے اور یہ سمجھ کر کیا جائے کہ یہ ان کا حق ہے' ہمارا فرض ہے' کوئی احسان نہیں ہے' اگر ان احکام کی پاس داری نہ ہو تو پھر بگاڑ کے سارے در کھل جاتے ہیں جن کا بند کیا جانا بے حد دشوار گزار عمل ہے۔

☆...... اللہ کی ایک سنت یہ بھی ہے کہ وہ امتوں کو آزمائشوں کی بھٹی میں تپاتا ہے' کھرے

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

کھوٹے کو الگ الگ کرتا ہے' آسائشوں کے ذریعہ جذبۂ شکر اور مصائب کے ذریعہ قوت صبر وتحمل اور استقلال کی آزمائش کی جاتی ہے۔

قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ:

''مسلمانو! تمہیں جان و مال دونوں کی آزمائشیں پیش آکر رہیں گی اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے' اگر ان سب حالات میں تم صبر اور خدا ترسی کی روش پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔'' (آل عمران:۱۸۶)

☆...... ہر دور میں اہل ایمان آزمائشوں سے دوچار ہوئے ہیں' اس وقت بھی چاروں طرف سے آزمائشوں کی زد میں ہیں' ان حالات میں استقامت وصبر اور ثبات و پامردی ہی اصل مطلوب ہے اور اسی میں ہر مسئلہ کا حل اور ہر درد کا مداوا ہے' جو آزمائشوں کی زد میں آنے کے بعد ہمت ہار کر اور حوصلے توڑ کر باطل سے مفاہمت کر لیتے ہیں' ان کے نفاق اور مصلحت پرستی پر اللہ و رسول نے لعنت فرمائی ہے' موجودہ حالات میں ایسی مفاہمت کرنے والے ایک کثیر تعداد میں ہیں' قرآنی حقائق ان کے لئے تازیانۂ عبرت ہیں۔

☆...... اللہ جل جلالہ کی ایک سنت یہ ہے کہ جس قوم میں باہم اختلاف و رسہ کشی اور تفرقہ بازی پیدا ہو جاتی ہے' وہ قوم تباہ و برباد ہو جاتی ہے' جمعیت و وحدت جب پارہ پارہ ہو جاتی ہے تو امت کی آبرو بھی جاتی ہے اور اس کی شوکت و قوت بھی' اسی لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ:

''آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔'' (الانفال:۴۶)

''سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو' اللہ کے اس احسان کو یاد رکھو جو اس نے تمہارے اوپر کیا ہے' تم ایک دوسرے کے دشمن تھے' اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے' تم آگ کے گڑھے کے کنارے تھے' اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔'' (آل عمران:۱۰۳)

''اللہ ہی ہے جس نے مؤمنوں کے دلوں میں باہم الفت پیدا کر دی' اگر آپ روئے زمین کے سارے خزانے خرچ کر ڈالتے تو بھی ان کے ٹوٹے ہوئے دل نہ جوڑ پاتے' لیکن یہ اللہ ہی ہے جس نے ان میں باہمی الفت پیدا کر دی' بلاشبہ وہ غالب و حکیم ہے۔'' (الانفال:۶۳)

بقول مولانا آزاد:

''دنیا میں کوئی کام انسان کے لئے اس سے زیادہ مشکل نہیں ہے کہ بکھرے ہوئے انسانی دلوں کو ایک رشتہ الفت میں پرو دے...... مسلمانوں کی باہمی الفت ایک ایسی نعمت ہے جسے خدا نے اپنا خاص انعام قرار دیا ہے' افسوس ان پر جو اس نعمت سے محرومی پر قانع ہو گئے اور اس کے لئے اپنے اندر کوئی جلن محسوس نہیں کی' آج باہمی الفت کی جگہ باہمی مخاصمت مسلمانوں کی سب سے بڑی پہچان ہو گئی ہے' اسی کو انقلاب حال کہتے ہیں۔''

(ترجمان القرآن سوم ملخصاً:۲۱۱/۲۱۲)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا فرمان ہے:

''قرابتیں فراموش کر دی جاتی ہیں' احسان ٹھکرا دیئے جاتے ہیں' لیکن اللہ جب دلوں کو جوڑ دیتا ہے تو ان کو کوئی ٹس سے مس نہیں کر سکتا' وہ دیوار آہنی بن جاتے ہیں' وہ ناقابل تسخیر ہو جاتے ہیں۔''

علامہ اقبالؒ نے امت کے انتشار کا رونا یوں رویا ہے:

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

اقوام و ملل کی بقاء و زوال' ارتقاء و انحطاط کے سلسلہ میں اللہ کی بہت سی سنتیں اور قوانین ہیں' جن میں سے کچھ کا ذکر اوپر کیا گیا' اہل ایمان کے لئے ان میں عبرتوں کا ایک جہاں موجود ہے' ان کا اصل منصب مومن کامل ہونے کی حیثیت سے احتساب کائنات' قیادت اور اعلاء حق ہے' ان کا یہ فرض ہے کہ وہ کوچہ' کفر میں صدا دینے اور اہل جفا کی چاکری کے بجائے اپنے اصل منصب و مقصد کی طرف گامزن ہوں اور اس راہ کی ہر مشکل اور وقت برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کریں' طوفان حوادث اور سیلاب مصائب کی فکر اور خوف ان کے لئے زیبا نہیں کہ وہ اللہ کے بندے اور محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے امتی اور نائب و امین ہیں' ان کی ناخدائی کے لئے کتاب و سنت ہمہ وقت موجود ہے:

ہمیں سیلاب کا ڈر کیا ہو جب وہ ناخدا ٹھہرے
ہمیں کیا فکر جب ایسے شہنشاہ کے گدا ٹھہرے

☆☆.......... ☆☆

ختم نبوت

دارین کی کامیابی اطاعت رسول ﷺ میں مضمر ہے

مولانا مصلح الدین قاسمی

اسلام ایک اجنبی مسافر کی طرح اس دارفانی میں آیا اور بندگان خدا کے قلوب کو اپنا شیدا بنا کر مختصر مدت میں اس نے دنیا کی کایا پلٹ دی' اسلام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذہنی قوتوں اور عملی توانائیوں میں نہ صرف زندگی کی روح پھونکی' بلکہ اطاعت و فرمانبرداری کا وہ نشہ اپنے پیروکاروں میں پیدا کر دیا جس کی نظیر نہ تو اس سے پہلے کبھی دیکھی گئی اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھی جا سکتی ہے' ان کی زندگی ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری سے عبارت تھی' وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا از حد اکرام فرماتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہ تو ہنستے اور نہ ہی اپنی آواز بلند کرتے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دریافت فرماتے تو انتہائی ادب واحترام کے ساتھ دریافت فرماتے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر اطاعت کا جو نشہ سوار تھا' اس کا اندازہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ' جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے' کی اس تقریر سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کے سامنے کی تھی' فرمایا:

"لوگو! خدا کی قسم مجھے بادشاہوں کے دربار میں باریابی کا موقع ملا ہے' قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے سامنے حاضر ہوا ہوں' خدا کی قسم! میں نے کسی بھی بادشاہ کو نہیں دیکھا جس کی لوگ اتنی عظمت کرتے ہوں جتنی کہ محمدؐ کے ساتھی محمدؐ کی کرتے ہیں' جب وہ بلغم تھوکتے ہیں تو کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہی گرتا ہے' پھر وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے' جب محمدؐ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو وہ تعمیل حکم میں جھپٹ پڑتے ہیں' جب محمدؐ وضو کرتے ہیں تو اس وقت ان کے وضو کا پانی لینے کے لئے لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں' جب وہ بات کرتے ہیں تو لوگوں کی آوازیں پست ہو جاتی ہیں' حتیٰ کہ ان کی قدر و منزلت کی وجہ سے وہ انہیں نگاہ بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتے اور اگر جنگ کا موقع آ گیا تو ان کے ساتھی انہیں کبھی نہیں چھوڑیں گے۔"

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ برتاؤ محض ظاہر دارانہ نہیں تھا' بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ان کی زندگیوں میں رچی بسی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر ادا پر وہ جان نچھاور کرنے کے لئے تیار رہتے تھے' انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا سے عشق تھا' کسی بھی صحابی کو قطعاً یہ گوارا نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی تکلیف پہنچے چنانچہ میدان احد میں جب حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیر برسائے جا رہے ہیں تو حضرت ابو دجانہؓ سے نہ رہا گیا اور فوراً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آڑ بننے کی ٹھان لی' لیکن دیکھا کہ اگر تیروں کی طرف سینہ کر کے آڑ بنتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت ہو جاتی ہے اور یہ گوارا نہیں کہ میدان جنگ میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت ہو جائے' چنانچہ آپؓ نے اپنا سینہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور پشت کفار کے تیروں کی طرف کر دی اور اس طرح تیروں کو اپنی پشت پر روکا مگر میدان جنگ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کو گوارا نہیں کیا۔

یہ حد درجے کا ادب اور اعلیٰ درجے کی اتباع کسی ایک صحابی کا واقعہ نہیں' بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان جیسے بے شمار واقعات سے تاریخ و سیر کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب معاملات طے کرنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی بن کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو وہاں جا کر اپنے چچازاد بھائی کے گھر ٹھہر گئے اور جب صبح کے وقت مکہ کے سرداروں سے مذاکرات کے لئے گھر سے جانے لگے تو اس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا پاجامہ ٹخنوں سے اوپر آدھی پنڈلی تک تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ تھا کہ ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانا تو بالکل ناجائز ہے' اگر ٹخنوں سے اوپر ہو تو جائز ہے' لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول اور عادت یہ تھی کہ

ختم نبوت

آپ آدھی پنڈلی تک اپنا ازار رکھتے تھے اس سے نیچے نہیں ہوتا تھا' چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی نے کہا کہ: جناب! عربوں کا دستور یہ ہے کہ جس شخص کا ازار اور تہبند جتنا لٹکا ہوا ہوتا ہی اس آدمی کو بڑا سمجھا جاتا ہے اور سردار قسم کے لوگ اپنی ازار لٹکا کر رکھتے ہیں' اس لئے اگر آپ اسی طرح اپنی ازار اونچی پہن کر جائیں گے تو اس صورت میں ان کی نظروں میں آپ کی وقعت نہیں رہے گی اور مذاکرات میں جان نہیں پڑے گی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب اپنے چچازاد بھائی کی باتیں سنیں تو ایک ہی جواب دیا' فرمایا: "لا ھکذا إزارة صاحبنا صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی میں اپنا ازار اس سے نیچے نہیں کر سکتا' میرے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار ایسا ہی ہے' یعنی اب یہ لوگ اچھا سمجھیں یا برا' میری عزت کریں یا بے عزتی' جو چاہیں کریں' مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں' میں تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار دیکھ چکا ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا ازار ہے میرا ویسا ہی رہے گا' اس میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔

اتباع سنت کا ایک نمونہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی سیرت میں ملتا ہے کہ جب کسریٰ شاہ ایران نے مذاکرات کے لئے آپ کو اپنے دربار میں بلایا اور تواضع کے طور پر پہلے کھانا پیش کیا' کھانے کے دوران ایک نوالہ گر گیا' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق اسے اٹھانے کے لئے نیچے ہاتھ بڑھایا تو آپ کے برابر بیٹھے ایک صاحب نے اشارہ کیا کہ یہ دنیا کی سپر طاقت کسریٰ کا دربار ہے' یہاں اس طرح کی گری ہوئی چیزوں کو اٹھا کر کھانا گویا اپنی وقعت وحیثیت کو کم کرنا ہے' اس لئے ایسا نہ کرو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے برجستہ جواب دیا: "أأترک سنة رسول اللہ لهؤلاء الحمقی" کیا میں ان احمقوں کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو چھوڑ دوں؟ خواہ وہ اچھا سمجھیں یا برا' عزت کریں یا ذلت' ہنسیں یا مذاق اڑائیں' لیکن میں اپنے آقا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں چھوڑ سکتا' سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری میری زندگی کا جزو لاینفک ہے اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع جان سے بھی زیادہ عزیز ہے' اس راہ میں کوئی بھی چیز حائل نہیں ہو سکتی۔

اتباع سنت کا یہی وہ جذبہ تھا جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اتنے بلند مقام تک پہنچایا کہ ان کی شان میں خدائی خطاب "رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ" نازل ہوا' اور اتباع وفرمانبرداری کا یہ جذبہ بھلا کیسے نہ ان کے دلوں میں پیدا ہوتا؟ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے ان کی زندگی میں انقلابی روح پھونکی تھی' وہ زہریلی فضا اور وبائی ماحول میں تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معطر فضا اور خوشگوار ماحول بخشا' وہ نفس پرستی اور خدا فراموشی کی طویل شب دیجور میں زندگی بسر کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خدا پرستی کا سبق سکھایا اور انہیں روحانیت اور اصلاح وہدایت کے آفتاب کی روشنی میں لا کھڑا کیا' وہ شراب وکباب کے رسیا تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زہد وعبادت کا خوگر بنایا۔ ان کی زندگیوں کا سررشتہ جھوٹ وناراستی' نام ونمود ریا اور بناوٹ کے دامن سے وابستہ تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پاک وصاف کیا اور اتنا پاک وصاف کیا کہ خود جھوٹ بولنا اور جھوٹی کارروائیوں میں شریک ہونا تو درکنار' جھوٹی زندگی رکھنے والوں سے بھی گریز کرنے لگے' ان کے پاک نفوس ان شیطانی ترغیبات سے نفرت کرنے لگے' ان کا شیوہ تبدیل ہو گیا' ان کے کان کھل گئے اور ان کی چشم بصیرت روشن ہو گئی' ان کی زندگی فسق وفجور میں مبتلا تھی' وہ حسن اخلاق وخوبی کردار سے بالکل نا آشنا' حسن معاشرت سے بے بہرہ اور تہذیب وثقافت سے عاری تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حسن کردار کا ایسا مرقع بنا دیا کہ شرافت وبزرگی ان پر فخر کرنے لگی۔ وہ معمولی بات پر ایک دوسرے سے برسر پیکار ہو جاتے اور قوت ارادی کھو بیٹھتے' نتیجہ قتل وقتال کی صورت میں ظاہر ہوتا' مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اندر تقویٰ اور حسن عمل کی ایسی پھونک ماری کہ صدیوں کی عادت اور پشت ہا پشت کی خصلت تبدیل ہو گئی' وہ اس قدر خاکسار اور مسکین ہو گئے کہ ہاتھ پیر کی زیادتیوں اور بات چیت کی تختیوں کا کیا ذکر؟ ان کی رفتار تک ان کی فروتنی پر گواہی دینے لگی' وہ گندے مشغلوں سے یکسر تائب ہو گئے اور ان کی پوری پوری راتیں نماز وعبادت کی دعا وقرآن خوانی کی اور تہجد میں قیام وسجود کی نذر ہونے لگیں' سچ کہا اکبر الہ آبادی نے:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا وآخرت کی کامیابی کا راز اطاعت رسول میں مضمر ہے' اسوۂ رسولؐ ہی ہمارے لئے ترقی کا ضامن ہے' رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج چشم ظاہر سے اگرچہ مستور ہیں' لیکن "اسوۂ رسول" مستور نہیں' وہ قدم جن پیشانیوں کا رگڑنا ہمارے لئے اوج سعادت تھا آج ہماری نظروں سے اوجھل ہیں' لیکن "نقش قدم" موجود ہیں' صاحب خلق عظیم آج "رفیق اعلیٰ" کی رفاقت میں ہیں' لیکن خلق عظیم کی امانت انسانوں کے سینوں اور کتب خانوں کے سفینوں میں آج بھی محفوظ ہے' پیامبر کا پیام زندہ ہے' کام زندہ ہے' نام زندہ ہے اور آج خاک کا ہر پتلا اپنے ظرف اور بساط کے مطابق اس گنج نور سے کسب فیض کر سکتا ہے۔

مگر افسوس صد افسوس! آج ہم میں سے کتنے

ختم نبوۃ

بدبخت مسلمان ایسے ہیں جو خوبی و کمال کا معیار یورپ کے طور و طریق کو سمجھ رہے ہیں' ان کے یہاں دینی تعلیم کی بہ نسبت عصری تعلیم اس لئے ضروری ہے کہ یورپ میں اس کا رواج ہے' معاشرت کو اعلیٰ معیار پر اس لئے لانا چاہتے ہیں کہ یورپ کا طرز یہی ہے' سود خوری اس لئے بہتر ہے کہ یورپ اسی کے ذریعے ترقی کررہا ہے' یہ ہمارے دماغوں کا عام طرز استدلال ہوگیا ہے' حالانکہ اگر ہم آج اس بڑے "امین" کے نقش قدم پر چلتے تو ہم میں خیانت و بددیانتی کا گزر نہ ہوتا' اگر آج ہم اس "رؤف رحیم" کے پیرو ہوتے تو ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کی جانب سے بے اعتمادی و بدگمانی نہ ہوتی' اگر آج ہم نے اس غار حرا میں بیٹھنے والے کے آثار مبارک کو اپنا سرمہ چشم بنایا ہوتا تو ہمارے باطن میں کسی قسم کی گندگی نہ رہ جاتی۔ اگر آج ہم فاتح بدر کی عظمت دل سے کرنے والے ہوتے تو مخالفین کے مقابلے میں ہمیں شکستیں نہ ہوتیں۔ اگر آج ہم رحمۃ للعالمین کے پیام پر سچے دل سے ایمان رکھنے والے ہوتے تو اپنے جیسی مخلوقات کے ساتھ ہمیں بے گانگی و مخالفت نہ ہوتی۔ اگر آج ہم کو اسم پاک "احمد" کی لاج ہوتی تو اللہ کی حمد و ثنا سے ہمیں اس قدر گریز نہ ہوتا۔ اگر آج ہم کو اسم گرامی "محمد" سے عملاً کوئی واسطہ ہوتا تو موجودہ پستی و بدنامی سے یہ مراحل دور ہوتے۔

مگر ہم نے ان تمام چیزوں کو محض اس وجہ سے پس پشت ڈالا کہ دنیا والے مذاق اڑائیں گے' اسی کا نتیجہ ہے کہ آج پوری دنیا میں ہم ذلیل ہورہے ہیں' عزت و ترقی' فلاح و بہبود صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہے' رب کریم تمام مسلمانوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی توفیق بخشے۔ آمین۔

اعلان

عیدالفطر کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۲۸'۲۹ کو یکجا کیا جارہا ہے۔ قارئین کرام' ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔

اپنی زکوٰۃ مستحق طلبا و طالبات کو دیجئے۔

رمضان المبارک کے مہینے میں اپنی زکوٰۃ غریب مستحق اور نادار طلبہ کو دیجئے۔ ۱۹۵۱ء سے قائم شدہ اسٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزیشن ۱۹ تعلیمی پروجیکٹس پر کام کررہی ہے اب تک ساڑھے اٹھارہ لاکھ سے زائد غریب اور مستحق طلباء و طالبات کی سرپرستی کرچکی ہے۔ اوسطاً تعلیمی خرچ ۵/۹۷۵ روپے فی طالب علم ہے۔

عطیات کے لئے: A/c No. 1971-2 MCB Eidgah Branch

Students Welfare Organisation
Khalikdina Hall, M.A. Jinnah Road, Karachi 74200
Tel: 7732228 E-mail : swo_qari@yahoo.com

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

پتہ: این آر ایونیو

نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد

فون: 6647655-646888 فیکس: 0921-21-5671503

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ثمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

ختم نبوۃ

اسلام باقی رہنے کے لئے آیا ہے

مولانا عبداللہ خالد قاسمی

مسلمانان عالم اس وقت انتہائی نازک دور سے گزر رہے ہیں' ۱۱/ستمبر کے واقعہ کے بعد ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت وبغض کی جو آگ دبی ہوئی تھی اور کبھی کبھی بعض علاقوں میں اس کے شعلے بھڑکنے لگتے تھے' اب آتش فشاں کی طرح پھٹ رہی ہے' دہشت گردی' ظلم و بربریت اور وحشت خیزی' فتنہ انگیزی کے تمام الزامات مسلمانوں کے سر منڈھے جارہے ہیں' عجیب طرح کی صورت حال ہے۔ عالمی سطح پر اتنی منظم کارروائی اور جدید ومؤثر ذرائع ابلاغ کا اتنا بھرپور استعمال تاریخ میں کبھی نہیں ہوا تھا' الزامات کی بوچھاڑ میں کبھی کوئی ہلکی سی آواز مسلمانوں کے دفاع میں سنائی پڑتی بھی ہے تو اس کے بدلے کوئی زبردست دھماکہ کردیا جاتا ہے۔ تو کیا اسلام خطرے میں ہے؟ اسلام کا نام و نشان مٹانے والے اپنے گھناؤنے مقاصد میں کامیاب ہوجائیں گے؟ ذہن میں پیدا ہونے والے اس قسم کے بہت سے سوالات ہیں اور یہ سوالات انہی ذہنوں میں پیدا ہوسکتے ہیں جو حساس و بیدار ہیں' حالات حاضرہ کی سنگینی پر نظر رکھتے ہیں لیکن اسلام کی حقیقت وطاقت وابدیت کے ادراک سے خالی ہیں' اسلام مٹنے اور فنا ہونے کے لئے نہیں آیا ہے' اسلام ایک عقیدہ اور نظریہ کا نام ہے' جس میں خدائے وحدہ لاشریک لہ کی وحدانیت والوہیت اور اس کی ازلیت و ابدیت اور قدرت کاملہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور جب بندہ اپنے کو اس عقیدہ کا پابند کرلیتا ہے تو پھر اس کا نظریہ یہ ہوتا ہے کہ اس کائنات ارضی میں مجھ کو وہی کرنا ہے' جس کا حکم کائنات کے حقیقی مالک نے مجھ کو دیا ہے' کسی بھی عمل میں میرے اپنے ارادے کا کوئی دخل نہیں' میری حرکات وسکنات پر اس کے سوا کسی کا اثر ورسوخ نہیں ہوسکتا ہے' اسی کا نام ہے اسلام یعنی خود سپردگی' جب ایک انسان خود سپردگی کی اس معراج کو حاصل کرلیتا ہے تو وہ مسلمان بن جاتا ہے' ایسا مسلمان جس کے لئے دنیا و آخرت میں سربلندی اور دائمی نعمت کا وعدہ اور انسان خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم' بہرصورت ایک خاص مدت گزار کر اپنے عقیدہ ونظریہ کے ساتھ اس دنیا سے چلا جاتا ہے اور دوسرا انسان جنم لیتا ہے گویا موت وحیات کا تعلق انسان سے ہے' اسلام سے نہیں' اسلام زندہ ہے' زندہ رہے گا' اسلام کو کوئی خطرہ نہیں' افراد آتے جاتے رہیں گے' اسلام ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل ہوتا رہے گا' اسلامی عقائد ونظریات کی اس منتقلی میں ہماری محنت وکاوش کا کوئی دخل نہیں' ہم کو اس بات کا مکلف بنایا گیا ہے کہ ہم اسلامی عقیدہ پر عمل پیرا ہیں اور اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچاتے رہیں' عملی طور پر بھی اور زبان و بیان کے ذریعہ بھی' ورنہ مواخذہ ہوگا' انبیاء و مرسلین' ائمہ و مرشدین' صالحین اور مجاہدین کو اسلام پہنچانے' بتانے اور کرکے دکھانے کا ہی مکلف بنایا گیا ہے' اس لئے قرآن نے صراحتاً بتادیا ہے کہ اسلام کی حقیقی اشاعت اور اس کی بقاء وحفاظت کا کام اللہ تعالیٰ کرے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے اللہ نے فرمایا:

"بے شک آپ جس کو چاہتے ہیں
ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جسے چاہتا
ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ جانتا ہے ہدایت
پانے والوں کو۔" (القصص:۵۶)

اور تبلیغ ودعوت کی ادائیگی کے سلسلہ میں ذمہ داری کو نبھانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

"اے رسول! آپ کے رب کی
طرف سے جو نازل کیا گیا ہے اس کو
پہنچادیجئے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو اللہ
کے پیغام کو آپ نے نہیں پہنچایا اور اللہ
(دعوت کی راہ میں) آپ کو لوگوں کی ایذا
رسانی سے بچائے گا اور بے شک اللہ کافر
قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (المائدہ:۶۷)

اس آیت کریمہ میں ہدایت کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے اور دعوت وتبلیغ' جو ہدایت وسعادت کا ذریعہ ہے' اس کی نسبت رسول کی طرف کی ہے۔ اسی طرح راہ ہدایت سے بھٹکنے والے مسلمانوں کو صاف صاف بتادیا گیا کہ تمہاری عزت وعظمت کا سبب یہ ہے کہ تم اسلامی عقیدہ پر ہو' ایمان وتوحید پر قائم ہو لیکن اگر تم نے اسلام کو ترک کردیا تو سراسر تمہارا نقصان ہے' اسلام تو باقی رہے گا کیونکہ یہ اللہ کا پسندیدہ آخری دین ہے' قیامت تک باقی رہے گا' ہاں تم ہلاک کردیئے جاؤ گے اور تمہاری جگہ دوسرے لوگوں کو کھڑا کردیا جائے گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ اسلام کو عملاً اپنی زندگی میں نافذ کرنے اور دوسروں کو راہ راست پر لانے والے ہوں گے' اللہ کو بھی ان سے محبت ہوگی۔ اس طرح اسلام کا کارواں آگے بڑھتا رہے گا۔

"اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پھر جائے گا تو بہت جلد اللہ ایسی قوم کو لائے گا جو اس سے محبت کرنے والی ہوگی اور اللہ ان سے محبت کرنے والا ہوگا' وہ مسلمانوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے' اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے ہوں گے اور ملامت کرنے والے کی ملامت سے ڈرتے نہیں ہوں گے' یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے' اللہ وسعت والا' جاننے والا ہے۔"

(المائدہ:۵۴)

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام پر شدید خطرات آئے اور کہنے والوں نے یہاں تک کہا کہ اب اسلام کا آفتاب غروب ہوجائے گا' مسلمانوں کا وجود مٹ جائے گا مگر اسلام زندہ رہا' ہاں وہ مسلمان جو اسلام کے نام پر ان شدید خطرات کا نشانہ بنے' ظلم وسفاکی کے بے مروت ہاتھوں نے انہیں ابدی نیند تو سلادیا لیکن جب ایک تجزیہ نگار' محقق باریک بینی سے ان ادوار کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کو کہنا پڑتا ہے کہ ہلاکو یا تیمور نے جن علاقوں کو تاراج کیا' جن مسلمانوں کا قتل عام کیا' وہ عمل ارتداد' فکری انحطاط میں مبتلا تھے' عیش پسندی' لذت کوشی' لہو ولعب اور اختلاف وانتشار میں مبتلا تھے' خواہ بغداد کا قتل عام ہو یا بخارا کی تاراجی اور اسی طرح صلیبیوں کی وحشت خیزی۔

جب کہ مسلمانوں کا وہ طبقہ جو ان عہدوں میں بھی ایمانی صلابت' عقیدہ کی استقامت اور اعمال صالحہ کی لذت سے سرفراز تھا' اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان کی حفاظت فرمائی بلکہ وہی لوگ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا سبب بنے' نیز انہی ظالموں' سرکشوں کی صفوں سے جو اپنے گھروں سے اسلام کو مٹانے چلے تھے اسلام کے حامی ومحافظ بھی پیدا فرمائے۔ بقول شاعر مشرق علامہ اقبال:

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

عہد رسول سے عہد حاضر تک فتنوں' شورشوں اور سازشوں کا ایک تسلسل ہے' پھر آج کے خطرات کو اس کی سنگینی کے باوجود نیا نہیں کہہ سکتے' البتہ اس دور کے مسلمانوں کے حالات کے پیش نظر یہ پورا امکان ہے کہ گزشتہ صدیوں کے مقابلہ میں آج کے دشمنان حق مسلمانوں کو پہلے سے زیادہ نقصان پہنچارہے ہیں' اور یہ نقصان چوطرفہ ہے' اقتصادی بھی ہے اور جسمانی بھی' سیاسی بھی ہے اور روحانی بھی' جبکہ مسلمان اپنی تعداد کے لحاظ سے اربوں میں ہیں' مالی وسائل کے لحاظ سے بے پناہ دولت رکھتے ہیں مگر مشرق سے لے کر مغرب تک فاروقی جلالت' ایوبی صلابت' خالدی قیادت مفقود ہے' مسلمان جو کبھی ایک زندہ قوم تھی' زندگی کا تازہ خون اس کی رگوں میں رواں دواں تھا' اسلامی غیرت اور ایمانی حمیت' ملی اتحاد اور عقیدہ کا اتفاق اس کا شعار تھا' نظر نہیں آتا' مغربی تمدن اور مادیت کی چمک نے اس کے ایمانی احساس اور آخرت کے شعور کو مردہ کردیا ہے وہ توکل علی اللہ اور استعانت باللہ کے بجائے مادہ پرستوں اور ظاہر بینوں کی عارضی طاقت کے سامنے سرنگوں ہوجاتا ہے اور یہ حال عام مسلمانوں کا نہیں بلکہ حکمرانی وجہاں بانی کرنے والے ان نام نہاد مسلمانوں کا ہے جو اسلامی ممالک کے صدور وزرائے اعظم اور سلاطین ہیں' جن کے زیر نگیں مسلمانوں کا عام طبقہ سانس لے رہا ہے' اگر ان مسلمانوں کی رگ حمیت پھڑکتی بھی ہے' ایمانی غیرت جوش میں آتی بھی ہے اور وہ کچھ کارہائے نمایاں انجام دینا چاہتے ہیں' بیدار قلبی اور اولوالعزمی کا ثبوت دے کر اسلام کو عملاً نافذ کرنے کی جدوجہد بھی کرتے ہیں' تو مغربی آقاؤں کے اشاروں پر ناچنے والے حکمران' دہشت گردی' بنیاد پرستی کا الزام دے کر ان تحریکوں اور تنظیموں کو کچل دیتے ہیں یا پھر مغربی ممالک سے ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے۔

اسلام جس طرح اپنے آنے کے دن کامل ومکمل نظام زندگی تھا جو ہر شعبہ میں انسان کی مکمل نمائندگی کرتا ہے' کامیابی کی ضمانت لیتا ہے' آج بھی اسلام وہی تاثیر رکھتا ہے اور تاقیامت اس کی تاثیر باقی رہے گی' آج بھی وہی قرآن ہے جس نے قوموں کو معزز بنایا اور ہدایت کے راستہ پر لگایا' پستی سے بلندی تک پہنچایا'

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

ختم نبوۃ

نفرت وعداوت کی جگہ امن و سلامتی قائم کی' نہ قرآن بدلا ہے نہ بدلے گا' نہ اسلام تبدیل ہوا ہے نہ تبدیل ہوگا' مگر اسلام کو ہمارے جیسے مسلمانوں نے رسوا کیا ہے اسلام عملی عقیدہ اور عملی نظریہ ہے' اسلام فلسفہ حیات ہے اس کو تھیوری یا مضمون کی طرح پھیلانے اور پڑھانے کی ضرورت نہیں' بلکہ عملاً اپنی زندگی میں نافذ کر کے عملی نمونہ دکھانے کی ضرورت ہے۔

خود احتسابی کی ضرورت:

یہ سچ ہے کہ دشمنان اسلام بھرپور وار کر رہے ہیں۔ پوری دنیا میں اسلام ہی موضوع ہے' مسلمانوں کو ہی نشانہ بنایا جا رہا ہے اور یہ سب کچھ مخالفین حق کی فطرت خبیثہ کا حصہ ہے جو اپنا کردار ادا کر رہے ہیں' ان کو یہی کرنا تھا' یہی ظلمت کا مزاج ہے مگر اسی کے ساتھ ہم کو بھی اپنا احتساب کرنے اور اپنے حالات کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ اسلام مسلمانوں کے اسلامی اخلاق و کردار سے پھیلا ہے' ہم یقینی طور پر یہ دعویٰ کرنے میں برحق ہیں لیکن اسلامی اخلاق کا وہ عملی نمونہ پیش نہیں کرتے جو دلوں کو فتح کرلے' جو نفرتوں کو بدل دے' ہم کتابوں کی باتیں سناتے ہیں مگر اپنی ہی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہیں' تو محض اقتباسات پیش کرنے اور حوالے دینے سے رائے عامہ کو مسلمانوں کے حق میں نہیں بنا سکتے' ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی اور آپ کی حیات آفریں تعلیمات ہیں جو ایک مسلمان کا حقیقی تعارف کراتی ہیں تو دوسری طرف ہماری بے عملی اور خود فراموشی بھی دنیا کے سامنے ہے' حالانکہ وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمان عالمی سطح پر اسلامی رواداری کا عملی ثبوت دیں کہ کس طرح مسلمان قتل و غارت گری سے متنفر اور امن و سلامتی کا پیکر ہوتا ہے' مسلمان کس طرح احسان انسانیت پر کاربند ہے کہ اپنے پڑوسی کو خواہ یہودی' نصرانی یا ہندو' سکھ ہو' کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا' ہم کو عملاً دکھانا ہے کہ مسلمان خواہ کیسا ہو ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کرتا ہے' دہشت گردی' انتہاپسندی کی مذمت کرتا ہے' کسی بھی صورت میں معصوموں کو قتل نہیں کرتا' ظلم کا بدلہ احسان سے دیتا ہے' دشمنوں کو معاف کر دیتا ہے' ذاتی عداوت و نفرت اس کو عدل و انصاف سے باز نہیں رکھتی' حق و انصاف قائم کرنے میں اپنوں و غیروں میں فرق نہیں کرتا' خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلانا' ایثار کرنا' خدمت خلق کرنا' اس کی طبیعت و مزاج میں داخل ہے۔

آج بھی یورپ و امریکا میں ۱۱/ستمبر کے بعد اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا رجحان باقی ہے بلکہ اس میں اضافہ ہوا ہے' وہ قومیں جو قرآن و حدیث کے انگریزی' فرانسیسی' جرمن' تراجم پڑھتے ہیں' ان کو آج بھی ان مسلمانوں کی تلاش ہے جو قرآنی تعلیمات کے مصداق ہوں' اگر ایک طرف یہودی پریس اور انتہاپسند عیسائی و مشہور اخبارات و رسائل مسلمانوں کی تصویر مسخ کرکے پیش کرنے میں کامیاب ہیں تو دوسری طرف اس میں بہت بڑا ہاتھ ہمارا بھی ہے کہ ہم نے اس کا جواب عملاً مسلمان بن کر نہیں دیا' کیا قرون اولیٰ اور عہد وسطیٰ میں اسلام کے خلاف اس قسم کی تحریکات نہیں چلی تھیں؟ لیکن تمام تر کوشش کے باوجود دشمنان اسلام' مسلمانوں کے خلاف رائے عامہ کو تیار کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے تھے کیونکہ لوگ مسلمانوں کو اسلامی شکل و صورت میں اپنے سامنے دیکھتے تھے۔

☆☆.............☆☆

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا وادی سون کا تبلیغی دورہ

سون سیکسر (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم و مبلغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی وادی سون کے چھ روزہ دورہ پر گزشتہ دنوں تشریف لائے' انہوں نے اپنے تبلیغی دورہ کا آغاز "انگہ" کی جامع مسجد قاضیاں میں جمعۃ المبارک کے خطبہ سے کیا۔ علاوہ ازیں انہوں نے جامع مسجد صدیقیہ' جامع فاروق اعظم' جامع مسجد فاطمہؓ میں دروس قرآن کے اجتماعات سے خطاب کیا۔ اگلے روز اچھالی کی جامع مسجد فاروق اعظمؓ میں نماز ظہر کے بعد خطاب کیا۔ عصر کی نماز جامع مسجد مریم الحبیب میں ادا کی۔ بعدازاں کورڈھی کی جامع مسجد باغ والی' شرقی' غربی میں درس دیئے۔ اس سے اگلے روز کفری کی جامع مسجد میں ظہر کے بعد خطاب کیا' جبکہ عصر کی نماز کے بعد کھوڑہ کی جامع مسجد صراط الجنۃ' مغرب جامع مسجد زیریں جبکہ اگلے دن صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد میں خطاب کیا۔ ظہر کی نماز کے بعد تلہ گنگ کی جامع مسجد علی المرتضیٰ' عصر میں جامع مسجد تریانوالی' مغرب میں جامع مسجد صدیق اکبرؓ عشاء کے بعد جامع مسجد موچیاں والی میں مولانا کے خطابات ہوئے۔ اس سے اگلے روز نماز صبح کے بعد جامع مسجد عائشہؓ ظہر کے بعد جامع مسجد مہاجرین اور مغرب کے بعد جامع مسجد عیدگاہ میں مولانا کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوۃ

ایفائے عہد

ترجمہ: ”اور تم اپنی قسموں کو دغا بازی کا ذریعہ نہ بناؤ' کبھی کسی اور کا قدم جمنے کے بعد نہ پھسل جائے اور تمہیں سخت سزا بھگتنی پڑے' کیونکہ تم نے اللہ کی راہ سے روک دیا اور تم کو بڑا سخت عذاب ہوگا۔“ (النحل:۹۴)

شان نزول: اہل عرب کی عادت تھی کہ کسی ایک فریق سے معاہدہ کرتے کہ ہم تمہارے خلاف نہیں لڑیں گے اور تم ہمارے خلاف نہیں لڑو گے۔ اس معاہدے کے بعد اگر کوئی قوت و کثرت والی جماعت ملتی تو پہلا معاہدہ توڑ کر ان کے ساتھ ہو جاتے اور کمزور جماعت کے عہد و پیماں کو پس پشت ڈال دیتے۔

نیز جھوٹی قسمیں کھا کر لوگوں کو فریب دینا بھی عام بات تھی۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بعض قبائل عرب بھی ایسا کرتے تھے' ان تمام باتوں کو ممنوع قرار دیا اور آیت ۹۱ تا ۹۶ نازل ہوئیں۔ (حقانی ص:۳/۹۵)

تشریح و توضیح: آیت شریفہ میں عہد و معاہدہ کی پابندی کی تاکید ہے اور غدر و بدعہدی کی ممانعت اور اس پر وعید ہے' کیونکہ عہد کی پابندی پر دینی' دنیوی کاموں کا مدار ہے۔

عہد و پیمان کرکے اس کو توڑنا' وعدہ کی خلاف ورزی کرنا یہ تو جھگڑے فساد کا سبب ہوگا اور دنیا کا امن و امان ختم ہو جائے گا' اگر کسی سے کام کرنے کا وعدہ کیا اور بوقت وعدہ ہی اس کے خلاف کرنے کا ارادہ تھا اور مخاطب کو فریب دینے کے لئے وعدہ بھی قسم کھا کر ہوا' تو یہ بڑی خطرناک بات ہے' اس کی سزا میں ایمان کی دولت سے بھی محروم ہو سکتا ہے' العیاذ باللہ۔ (القرطبی ص۱/۱۷۲ معارف القرآن)

اور اگر مسلمان معاہداتی معاملے کریں اور پھر بلا عذر اور حقیقی سبب کے بغیر محض ذاتی مفاد کی خاطر عہد شکنی کریں تو مسلمانوں کی اس بداخلاقی سے غیر لوگ یہ سمجھیں گے کہ جب مسلمان عہد شکن ہیں تو ان کا مذہب ہی عہد شکنی کی تعلیم دیتا ہوگا یا کم

مولانا محمد ساجد حسن

از کم ان کے مذہب میں عہد شکنی کی ممانعت نہیں ہوگی۔

اور جو شخص صداقت اسلام کا قائل ہو کر مسلمان ہونے کا ارادہ کر چکا تھا' وہ اسلام سے متنفر ہو جائے گا' اور دین اسلام سے اس کا اعتماد و وثوق اٹھ جائے گا اور وہ یہ سوچ کر کہ مسلمانوں کے اقوال و اعمال بھی کفار سے مختلف نہیں ہیں' اسلام قبول کرنے سے رک جائے گا۔ (تجوید البیان ص۱/۵۹۳)

اسلام کی توسیع و اشاعت کے بجائے لوگوں کو اسلام سے دور کرنے کا سبب چونکہ مسلمان بنے' اس لئے اس طرح کے عمل پر سخت ترین عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔

ایفائے عہد کی اہمیت:

۱:...... حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو' میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت لیتا ہوں: (۱) جب بولو سچ بولو' (۲) جب وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو' (۳) جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو ادا کرو۔

۲:...... عبداللہ بن ابی الحساءؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے پہلے آپ سے ایک سودا کیا' جس میں کچھ رقم باقی رہ گئی' میں نے آپؐ سے وعدہ کرلیا کہ آپ یہیں رہیں' میں ابھی لا کر دیتا ہوں' اور وعدہ کرکے بھول گیا۔ تین دن بعد مجھے یاد آیا تو میں واپس آیا' دیکھا تو آپؐ اسی جگہ موجود تھے۔

فرمایا کہ میں تین دن سے تمہارا انتظار کر رہا

ختم نبوۃ

ہوں‘ تم نے تو مشقت میں ہی ڈال دیا۔

نقض عہد کی مذمت :

احادیث شریفہ میں تین چیزوں کو نفاق‘ تذبذب اور ایمان کو توڑنے والی بتایا: (۱) جب بولے جھوٹ بولے‘ (۲) وعدہ کرے تو پورا نہ کرے‘ (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

ایک دوسری حدیث میں وعدہ خلافی‘ نقض عہد کو دنیا کی تباہی وبربادی کا سبب بتایا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز عہد شکنی کرنے والے کی پشت پر ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا جو میدان حشر میں اس کی رسوائی کا سبب بنے گا۔

وعدہ خلافی ان گناہوں میں سے ایک ہے جن کی نحوست سے بڑی بڑی مصیبتیں‘ پریشانیاں‘ خطرناک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں حتی کہ میٹھے پانی کے چشمے تک خشک ہوجاتے ہیں اور خلق خدا بوند بوند پانی کو ترسنے لگتی ہے۔ (حاشیہ ترغیب ص ۴/۱۱)

پیغام: کسی کی بدخلقی‘ بدگوئی اور بدکاری کو دیکھ کر اس کے سطحی اور ادنیٰ خاندان سے ہونے کا اندازہ لگایا جاتا ہے‘ اس کے برخلاف کسی کے اچھے اخلاق و اعمال‘ عادات و اطوار صفائی معاملات وغیرہ کو دیکھ کر اس کے شریف النفس اور اعلیٰ خاندان سے ہونے کا خیال کیا جاتا ہے۔

اسی طرح کسی بھی مذہب کے پیروکار اور اس سے منسوب افراد کے کردار‘ معاشرت و معاملات‘ بودوباش‘ رہن سہن‘ قول و قرار کو اس مذہب کی تعلیمات و توجیہات اور احکام وہدایات سمجھا جاتا ہے۔

اسی مفروضے اور نظریہ کے تحت مسلمانوں کے ہر عمل‘ کو خواہ اچھا ہو یا بُرا‘ اسلامی عمل باور کیا جاتا ہے‘ بالخصوص مسلمانوں کے کسی ایسے ذاتی عمل کو جس سے اسلام کی شبیہ مسخ ہو یا اسلام کو بدنام کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہو‘ حاشیتین اور بین القوسین کا اضافہ کرکے ”بے پر کا کوا‘ رائی کا پہاڑ“ بنا کر شہ سرخیوں کے ساتھ ذرائع ابلاغ کی زینت بنایا جاتا ہے‘ اس پر مستقل اداریے‘ ایڈیٹوریل تحریر کیے جاتے ہیں۔

مذہب اسلام کو غیر مہذب‘ ناشائستہ‘ قتل و غارت گری‘ لوٹ مار‘ تخریب اور فساد والا مذہب ثابت کرنے میں جہاں غیروں کی ریشہ دوانیوں اور چیرہ دستیوں کو دخل ہے‘ وہاں اپنوں کی زیادتیاں‘ کوتاہیاں بھی کچھ کم نہیں ہیں۔

دنیا بھر میں انسانوں کی ایک کثیر تعداد اسلام کی صداقت کی قائل اور اس کی حقانیت کی معترف ہے مگر ہماری اپنی کمزوری اور ناعاقبت اندیش سرگرمیوں کی بنا پر اسلام کے سایہ عاطفت میں آنے سے گریزاں ہے کیونکہ کسی بھی مذہب کے بالفرض بعض افراد ہی بدخلق‘ خائن‘ بدکار‘ فسادی‘ تخریبی کارروائیوں میں ملوث ہوں‘ تو اس مذہب کی حیثیت عرفی مجروح ہوتی ہے اور رفتار ترقی سست ہوجاتی ہے‘ اس کے برخلاف اگر اہل مذہب امانت دار‘ وعدہ وفا‘ راست باز‘ معاملات کے صاف‘ قول وقرار کے پکے ہوں تو فطری طور پر ایسے مذہب کی طرف میلان اور طبعی رجحان زیادہ ہوتا ہے‘ اس لئے مسلمانوں کو حکیم مطلق نے آغاز سے ہی اس کا پابند بنایا کہ معاملات بالکل صاف اور دیانت کے ساتھ ہونے چاہئیں“ جان جائے پر وچن (قول وقسم) نہ جائے“ پر پورا پورا عمل ہو‘ اور اس میں مسلم وغیر مسلم کی بھی کوئی تفریق نہیں‘ جب وعدہ کرلیا تو نبھانا چاہئے بلکہ ان سے وفائے عہد کی تاکید اور بھی زیادہ ہے۔ اس میں فوری طور پر خواہ کچھ دنیوی نقصان نظر آئے مگر نتیجہ نفع ہی نفع ہے۔ (الاساس ۵/۲۹۹۳)

وہی ”ہرمزان“ جس نے مسلمانوں کو ایذا دینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی‘ جب گرفتار کرکے حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو آخری خواہش کے طور پر پانی پینے کی درخواست کی‘ پانی دیا گیا‘ پیالہ منہ سے ہٹا کر حضرت عمرؓ سے کہنے لگا: ”مجھے ڈر ہے کہ میں پانی پینے لگوں اور آپ مجھے قتل کردیں“ آپ نے فرمایا کہ نہیں! جب تک تم یہ پانی نہ پی لو تمہیں قتل نہیں کیا جائے گا۔

ہرمزان نے وہ پانی زمین پر پھینک دیا‘ کہنے لگا کہ اب آپ مجھے قتل نہیں کرسکتے‘ کیونکہ وہ پانی میں نے پھینک دیا جس کے پینے تک آپ نے مجھے قتل نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب نہ وہ پانی میں پی سکتا ہوں اور نہ آپ قتل کرسکتے ہیں۔

حضرت عمرؓ اس کی چال کو سمجھ گئے مگر وعدہ کرچکے تھے‘ اس لئے رہا کردیا۔ ہرمزان اس ایفائے عہد اور اسلام کی اس صداقت سے خوش ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

کسی بھی مذہب کے پیروکار اور اس مذہب کے متبعین کے اعمال وافعال کا اس مذہب کی ترویج واشاعت میں بڑا حصہ ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان اپنے قول وقرار کے پابند رہیں۔

(ابن کثیر ۵۶ معارف القرآن ص ۳۹۵)

☆☆..........☆☆

ختم نبوۃ

جنات کا قبول اسلام

مولانا زین العابدین

"اذ صرفنا الیک نفراً من الجن" کی تفسیر میں مسند بزار سے نقل کیا جاچکا ہے کہ وہ سات افراد تھے ان میں سے ایک کا نام زوبعہ تھا۔

دوسرا نام مسند احمد کی زوائد میں عمر بن جابر جنی کا ملتا ہے اور ان کی تعداد نو بتائی گئی ہے چنانچہ مسند احمد بن حنبل (۳۱۲/۵) میں ہے:

"(اپنی سند سے) کہا ہم لوگوں کو حضرت صفوان بن معطلؓ نے بتایا کہ ہم لوگ حج کرنے کو روانہ ہوئے موضع عرج میں پہنچے تو ہم نے دیکھا ایک سانپ تڑپ رہا ہے پھر جلد ہی ہمارے سامنے مرگیا' ہم میں سے ایک آدمی نے اپنے بستہ میں سے ایک چیتھڑا نکالا اس میں سانپ کو لپیٹا اور زمین میں ایک لمبا شگاف کھود کر سانپ کو اس میں دفن کردیا۔ پھر جب ہم مکہ معظمہ پہنچے اور ابھی مسجد حرام میں آئے ہی تھے کہ ہمارے سامنے ایک شخص آکر کھڑا ہوگیا اور پوچھا کہ عمرو بن جابرؓ (کی خدمت) والا تم میں سے کون آدمی ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم تو ان کو پہچانتے بھی نہیں تو اس نے پوچھا کہ تم لوگوں میں سے کون سانپ والا ہے' لوگوں نے اس کو بتادیا تو اس نے کہا کہ تم کو اللہ بہترین بدلہ سے نوازے یہ سانپ عمر بن جابر تھا۔ سنو! ان نو لوگوں میں کا یہ آخری شخص بچ گیا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن کریم سننے آئے تھے۔" (مسند احمد)

ان دو کے علاوہ اور بھی بعض جنی صحابیہ کا حافظ ابن حجرؒ نے اصابہ میں ذکر کیا ہے جن میں سے دو کا نام بھی عمرو تھا اور تیسرے کا نام سُرق اور ایک چوتھے جنیہ صحابیہ کا نام خرقاء بتایا ہے' وہ سب سانپ ہی کی شکل میں مردہ پائے گئے اور دوسرے جنی نے ان کا نام بتایا' اس میں سے ایک کو عمر بن عبدالعزیزؒ نے دفن کیا تھا تو ان کو دوسرے جنی نے "روئے زمین کے اس وقت کے سب سے افضل" ہونے کی بشارت سنائی۔ (اصابہ ۲/۴۱)

ان میں سے ایک جنی کا واقعہ درج ذیل ہے:

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ وہ جن حضرات جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر قرآن کریم سنا تھا' ان میں سے کوئی صاحب اس وقت زندہ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابو رجاء عطاردی سے معلوم کرو' وہ مجھ سے بڑے ہیں' یہ سن کر لوگوں نے ابو رجاء عطاردی سے اس بات کو ذکر کیا تو انہوں نے بتایا کہ میں اور میرے کچھ ساتھی حج کرنے جارہے تھے' میں راستہ میں ساتھیوں سے الگ پڑاؤ کیا کرتا تھا' ایک دفعہ میں اپنے پڑاؤ میں تھا کہ دیکھا کہ ایک سانپ تڑپ رہا ہے' میں نے پیالہ میں پانی اس کے سامنے رکھ دیا' سانپ نے پانی پیا لیکن تڑپتا ہی رہا' یہاں تک کہ وہ مرگیا' تو میں نے اپنی ایک سفید چادر نکالی' اس میں سے ایک چیٹ نکالی' پھر سانپ کو غسل دے کر دفن کردیا اور خوب گہرائی میں ڈال دیا۔

اس کے بعد ہم لوگ روانہ ہوگئے' اگلے دن دوپہر کے وقت جب پڑاؤ ہوا تو میں نے اپنا ڈیرہ ساتھیوں سے الگ ڈالا' یکدم بہت ساری آوازیں سنائی دینے لگیں' میں تو ڈر گیا' کسی پکارنے والے نے پکارا' گھبرائیے نہیں' ہم لوگ جنوں کا ٹولہ ہیں' آپ نے کل ہمارے ساتھی کے ساتھ جو حسن سلوک کیا ہے ہم اس کا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں۔ آپ سن لیں! قرآن کریم سننے کے لئے جو حضرات جنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تھے' ان میں کے آخری صحابی یہ بچے تھے جن کو کل آپ نے دفن کیا' ان کا نام عمرو تھا۔ (اصابہ ص ۵۲۸ ج ۲)

اس حدیث میں میں عمرو جنی کی ولدیت مذکور نہیں ہے اور مسند احمد والی اوپر کی روایت میں عمرو بن جابر مذکور ہے۔ تو شاید یہ وہی جنی ہوں جن کو صفوان بن معطلؓ کے ساتھی نے دفن کردیا تھا' اور وہ ساتھی یہی ابو رجاء عطاردی ہوں کیونکہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بالغ ہوچکے تھے لیکن آنحضرت کو دیکھ نہیں سکے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خلافت کا زمانہ ان کو ملا ہے ایک سو بیس یا ایک سو ستائیس سال کی عمر میں ۱۰۷ھ میں ابو رجاء کا انتقال

ہوا ہے' اس لئے صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا سفر کرنا مستبعد نہیں۔ ابو رجاء العطاردی کا نام عمران بن ملحان ہے اور صفوان کی وفات میں مختلف اقوال ہیں۔ ۱۹ھ خلافت عمرؓ ۵۹ھ خلافت معاویہؓ ۶۰ھ' البتہ دونوں واقعے ایک قرار دیئے جائیں تو ایک دشواری پیدا ہوگی کہ مسند احمد کی روایت میں ایک شخص مسجد حرام میں آ کر دفن کرنے والے کا شکریہ ادا کرتا ہے اور ابو رجاء کی حدیث میں راستہ کی دوسری ہی منزل میں شکر گزاری کے لئے بہت سارے جنات حاضری دیتے ہیں۔ اس لئے حافظ ابن حجرؒ نے دونوں عمرو کو دو جن قرار دیا ہے۔ ایک کی ولدیت جابر اور دوسرے کی ولدیت معلوم نہیں۔

یہ جو مصرعہ دیا گیا ہے "مــا مؤمنوا الجن ککـفـار هـا" یہ بھی ایک جن ہی کے اشعار کا ایک مصرعہ ہے لیکن اس جن کا نام معلوم نہیں' اگرچہ جس بزرگ کے پاس وہ جن آتا تھا' ان کا نام سواد بن قارب ہے اور یہ سواد اسی جن کی رہنمائی میں مکہ معظمہ پہنچے تھے' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے' وہ لمبا واقعہ ہے جس کو حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۳۰ پر بہت تفصیل سے باب سماع ھوا تف الــجــن کے تحت نقل کیا ہے اور داعی الی اللہ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حیاۃ الصحابہ جلد سوم میں وہیں سے نقل کیا ہے اور یہ واقعہ اختصار کے ساتھ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے لیکن حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا نام صحیح بخاری میں نہیں لیا گیا' البتہ شارحین حدیث نے رجل کی تعیین سواد بن قارب سے ہی کی ہے۔

☆☆..............☆☆

توہین رسالت ناقابل معافی جرم ہے

نبی اکرم ﷺ کی ذات کو مقابلہ حسن میں حصہ والی اخلاق باختہ خواتین سے متہم کرنا بدترین توہین رسالت ہے جس کا مقصد مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کو معاف کرنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں بلکہ جب تک نبی اکرم ﷺ اسے معاف نہ کردیں اور کوئی شخص اسے معاف نہیں کرسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی زندگی تک اس جرم کی معافی کا تصور تھا لیکن اب اس جرم کی معافی ممکن نہیں۔

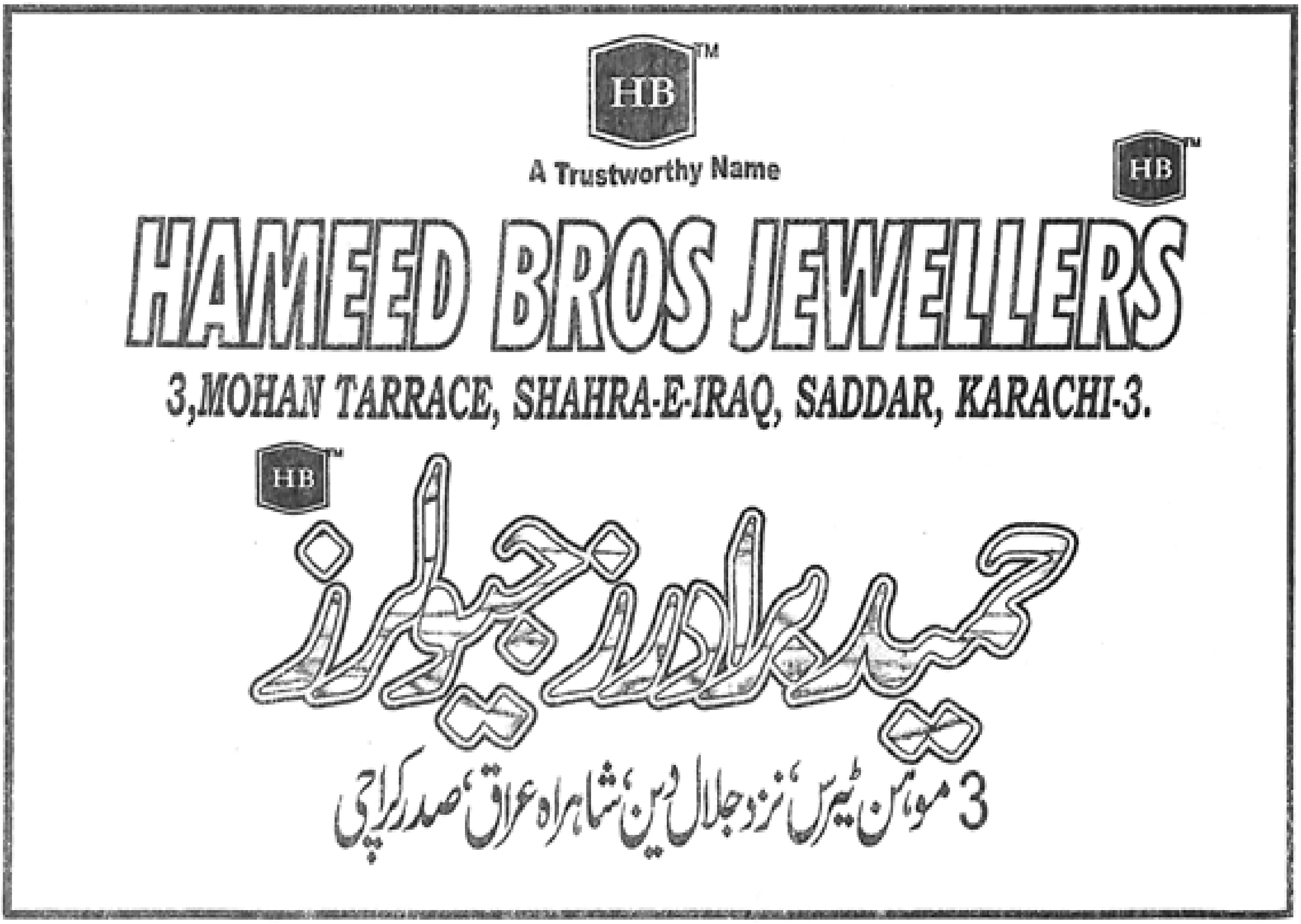

ختم نبوۃ

گناہ کبیرہ اور اس کے تباہ کن اثرات

مولانا ابوضیاء الرحمٰن ہزاروی

خیانت کی مذمت' احادیث کی روشنی میں:

"عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہونا' سب گناہوں کے لئے کفارہ ہے یعنی شہادت سے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں مگر خیانت کے لئے نہیں' اور فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اگرچہ وہ اللہ کے راستے میں شہید ہوچکا ہو اور اس آدمی نے دنیا میں کسی امانت میں خیانت کی ہوگی' پس اس خیانت کرنے والے آدمی سے کہا جائے گا کہ امانت ادا کرو؟ پس وہ آدمی عرض کرے گا کہ: اے میرے رب! دنیا تو چلی گئی اب میں امانت کہاں سے ادا کروں؟"

(احمد بیہقی بحوالہ ترغیب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"دنیا میں اس خائن نے جس دن وہ امانت کی چیز لی تھی' اسی امانت کی شکل میں کسی چیز کو کردیا جائے گا جہنم کی گہرائی میں اور پھر خائن سے کہا جائے گا کہ اتر جا جہنم میں اور وہ امانت باہر لا کر ادا کردے۔ یہ خائن جہنم میں اترے گا اور اس امانت کو اپنے کندھے پر رکھ دے گا تو وہ امانت اس خائن پر دنیاوی پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوگی۔ یہاں تک کہ جب اس خائن کو خیال ہوگا کہ اب میں جہنم سے باہر نکلنے والا ہوں تو وہ امانت اس کے کندھے سے گر جائے گی اور جہنم کی گہرائی میں پہنچ جائے گی اور یہ خائن بھی اس کے پیچھے اس امانت کو دوبارہ لانے کے لئے جائے گا اور یہ سلسلہ ہمیشہ ہوگا' پھر فرمایا وضو بھی امانت ہے' غسل بھی امانت ہے' وزن بھی امانت ہے' ناپ تول بھی امانت ہے اور ان میں سب سے زیادہ جو عظیم امانت ہے وہ لوگوں کے سامان وغیرہ ہیں۔"

یہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر ہے اور ظاہر یہی ہے کہ انہوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہوگی اس لئے کہ قیامت کے دن کے واقعہ کو صحابی رسول اپنی عقل سے نہیں بتا سکتے ضرور نبی علیہ السلام سے یہ بات سنی ہوگی' لہٰذا یہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ اس حدیث سے آپ حضرات خیانت کی قباحت کا اندازہ لگائیں کہ یہ گناہ شہید کی شہادت سے بھی معاف نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس موذی بیماری سے محفوظ فرمائیں۔ آمین۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ! میں آپ کے پاس پناہ مانگتا ہوں بھوک سے' اس لئے کہ بھوک بستر کا برا ساتھی ہے اور میں مانگتا ہوں آپ کے ساتھ خیانت سے' اس لئے کہ خیانت بہت بری خصلت ہے۔"

(ابوداؤد جلد اول ص ۲۱۶)

اس دعا میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزوں سے پناہ مانگی ہے' پہلی چیز بھوک ہے یعنی اس تکلیف سے جو انسان کو پہنچتی ہے غذا اور خوراک نہ کھانے کی وجہ سے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پناہ اس لئے مانگی کہ اس بھوک کا اثر بدن انسان پر ظاہر ہوتا ہے۔ انسان کے قویٰ ظاہرہ و باطنہ اس سے متاثر ہوتے ہیں اور بھوک کی تکلیف' انسان کو طاعات و عبادات سے روکتی ہے اور فرمایا کہ بھوک بستر کا برا ساتھی ہے بھوک کو بستر کا ساتھی اس لئے فرمایا کہ بھوک ایسی چیز ہے جو انسان کے ساتھ ہر وقت

لازم ہوتی ہے' انسان کے ساتھ چمٹی رہتی ہے' بیداری میں بھی اور نیند میں بھی' رات کو بھی اور دن کو بھی' انسان کسی کام کا نہیں رہتا' اس کی پوری توجہ بھوک پر مرکوز ہوتی ہے' اور دوسری چیز جس سے پناہ مانگی ہے وہ خیانت ہے اور فرمایا کہ خیانت بہت بری خصلت ہے۔ بطانہ اصل میں استر کو کہتے ہیں یعنی وہ کپڑا جو انسان کے بدن کے ساتھ لگا ہوا ہو تو وہ کپڑا بھی انسان کے ساتھ لازم ہے' ہر وقت ساتھ رہتا ہے' اسی طرح خیانت ایسی بری خصلت ہے جو انسان کے ساتھ ہر وقت رہتی ہے اور خیانت' باطنی امراض میں سے ایک موذی مرض ہے' پھر یہ خیانت عام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات میں ہو یا بندوں کے ساتھ معاملات میں ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کے ایمان کا کوئی اعتبار نہیں' جس میں امانتداری نہ ہو اور اس شخص کے دین کا کوئی اعتبار نہیں جس میں عہد کی پابندی نہ ہو۔" (احمد' طبرانی' ابن حبان)

اس حدیث شریف میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیانت کی مذمت میں انتہا کردی کہ اس آدمی کا ایمان نہیں جو امانت میں خیانت کرتا ہے' خیانت کی موجودگی میں ایمان کی نفی کردی کہ ایمان اور خیانت جمع نہیں ہو سکتے' آدمی مومن بھی ہو اور خائن بھی ہو' یہ متضاد صفات ہیں' ایک محل اور ایک دل میں ایک ساتھ نہیں رہ سکتیں۔ اگر دل میں ایمان کامل ہے تو اس میں خیانت کے لئے جگہ نہیں اور اگر خیانت ہے تو اس میں ایمان کے لئے جگہ نہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت ادا کرو اس کو جس نے آپ کو امین بنایا یعنی آپ کے پاس امانت رکھی اور اس آدمی کے ساتھ خیانت مت کرو جو آپ کے ساتھ خیانت کرتا ہے۔" (ترغیب وترہیب)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر انسان اپنی ذمہ داری پوری کرے' دوسرے کے طرز عمل کی طرف نہ دیکھے' اپنا فریضہ ادا کرے اور ان فرائض میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امانت کو حق دار تک پہنچائے اور اگر کوئی آدمی اس کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو یہ جواب میں اور رد عمل میں اس کے ساتھ خیانت ہرگز نہ کرے' یہ اس کے ساتھ امانت داری سے معاملہ رکھے اور اس کی خیانت کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑے' اللہ تعالیٰ حساب کرنے والے ہیں' اس کی خیانت پر سزا نہ دے' اللہ ہی دے گا۔

خلاصہ: غرض یہ کہ امانت میں خیانت کے مصداق اتنے ہیں کہ شاید زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے' جس میں ہمیں امانت کا حکم نہ ہو اور خیانت سے ہمیں روکا نہ گیا ہو۔ ساری باتیں جو ذکر ہوئیں' یہ سب امانت کے خلاف ہیں اور نفاق کے اندر داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے اور ہمارے دلوں میں فکر پیدا فرمائے اور اس کی توفیق عطا فرمائے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر ہم عمل کریں۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
ASJ
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR.
MITHADER, KARACHI. PHONE: 7514972-7531133

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی

وفات مرزا قادیانی

پروفیسر محمد الیاس برنیؒ

وفات مرزا:

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تحریرات میں ہیضے کو قہر الٰہی کا ایک نشان قرار دیتے تھے جو سرکشوں پر بطور عذاب نازل ہوتا ہے' چنانچہ بعض مسلمانوں سے مثلاً مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب سے جوان کے مقابلے ہوئے تو بھی مرزا صاحب نے یہی بددعا کی کہ جو کاذب ہو اس پر ہیضے وغیرہ کی شکل میں موت نازل ہو اور آج تک قادیانی فرقہ کا ہیضے کے متعلق یہی عقیدہ ہے' چنانچہ ملاحظہ ہو:

''محمد عاشق نائب صدر مجلس احرار قصور حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی شان میں بے حد بدزبانی کیا کرتا تھا۔ ۲۹/ جولائی کو ہیضہ سے نہایت عبرتناک موت مرگیا' قصور کے دوسرے احرار کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۳۰ ص ۳ مورخہ ۱۲/ اگست ۱۹۳۶ء)

خدا کی قدرت کہ اسی مرض ہیضہ میں خود مرزا غلام احمد قادیانی نے انتقال کیا تھا اور ہیضہ بھی ایسا تیز کہ اچھے خاصے تھے' تصنیف و تالیف میں مشغول تھے' شام کو سیر و تفریح کر کے آئے' رات کو بیوی صاحبہ کے ساتھ کھانا کھایا' یکایک دست اور قے شروع ہوئے' ہزار علاج کیا' گھنٹوں میں خاتمہ ہوگیا۔ مقام عبرت ہے۔

قادیانی صاحبان اس واقعہ سے دل میں تو شرماتے ہیں' لیکن زبان سے جھٹلاتے ہیں کہ مرزا صاحب گویا اسہال کے مرض میں فوت ہوئے' ہیضہ سے فوت نہیں ہوئے' چنانچہ ہم نے قادیانی مذہب کے پہلے ایڈیشن میں سیدھی بات لکھ دی تھی کہ مرزا صاحب ہیضہ میں مبتلا ہو کر فوت ہوگئے لیکن قادیانی اس پر بہت چراغ پا ہوئے کہ گویا مرزا صاحب ہیضے سے فوت ہوئے تو سارا مطلب فوت ہوگیا' چنانچہ پہلی کتاب ''تصدیق احمدیت'' (مصنفہ سید بشارت احمد صاحب قادیانی) میں یہ تنبیہ کی گئی کہ: ''حضور (مرزا صاحب) کے وصال کا باعث ہیضہ قرار دینا صریح جھوٹ بلکہ قانونی جرم ہے۔'' دوسری کتاب ''ہمارا مذہب'' (مصنفہ علی محمد صاحب قادیانی) شائع ہوئی تو اس میں الزام دیا گیا کہ جناب محقق برنی صاحب بالقابہ نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی وفات کے متعلق لکھا ہے کہ ہیضہ سے واقع ہوئی مگر یہ منجملہ آپ کے افتراؤں کے ایک نہایت ہی ناپاک افتراء ہے۔ (ص ۳۶۲' ۳۶۳) شاید ناپاکی ہیضہ سے پیدا ہوئی۔ للمؤلف

چونکہ قادیانی فرقہ بوجوہ معلومہ ہیضہ کے نام سے بہت چڑتا تھا ''قادیانی مذہب'' کے بعد ایک ایڈیشن میں ہم نے اس کی صراحت لکھ دی کہ مرزا صاحب دست اور قے کے مرض میں فوت ہوئے لیکن مثل مشہور جو ئندہ یا بندہ حقیقت کھلنی تھی' بالآخر خود مرزا صاحب کے قول سے یہ امر ثابت ہوگیا کہ ان کو مرض ہیضہ لاحق ہوا تھا جو باعث وفات ہوا' اور مرزا صاحب بھی کون؟ جو قادیانی اعتراف کے بموجب خاندانی طبیب تھے اور علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے' چنانچہ یوں تو خود قادیانی چشم دید بیانات کے بموجب ہیضہ کی تمام علامات اور آثار موجود تھے تاہم اس بارے میں مرزا صاحب کے خسر میر ناصر نواب صاحب کی عینی شہادت نے بالکل ہی ثابت کر دیا کہ مرزا صاحب ہیضہ میں فوت ہوئے۔

معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی فرقہ نے لاچار ہو کر ہیضہ کے واقعہ کو تسلیم کرلیا اور خدانخواستہ مرزا صاحب کے آخری قول کو جھٹلانے کی جرأت نہ کی' غالباً یہی سبب ہوگا کہ کتاب ''بشارت احمد'' میں ''قادیانی مذہب'' کی فصل اول کا خصوصیت سے جواب دیتے ہوئے وفات اور ہیضہ کے معاملہ میں سکوت اختیار کیا گیا' تاہم چونکہ ''تصدیق احمدیت' بشارت احمد'' میں شامل ہے اس لئے اس اعتراض کا جواب جو ابھی تک باقی تھا ادا کرنا ضرور ہوا۔

مرزا صاحب کی وفات کے متعلق چشم دید بیانات ذیل میں ملاحظہ ہوں اور ناظرین خود فیصلہ کریں کہ موت کس طرح واقع ہوئی:

''خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵/ مئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے' رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے' میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آگئی' رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا' شاید لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور ادھر اُدھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں' جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ

ختم نبوۃ

گیا کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۹ روایت ۱۲)

"خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لئے پاخانہ تشریف لے گئے' اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ پر اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی' تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا: "تم اب سو جاؤ۔" میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں' اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ میں نہ جا سکتے تھے' اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر انتظام کر دیا اور آپ وہیں فارغ ہوئے اور پھر آپ کو ایک قے آئی' جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی' اس پر میں نے گھبرا کر کہا: "اللہ یہ کیا ہونے لگا؟" تو آپ نے کہا: "یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔"

خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئیں تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء ہے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا: "ہاں۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱٬ ۱۲ روایت نمبر ۱۲)

ابتداء میں جب کہیں حضرت (مرزا صاحب) باہر تشریف لے جاتے تھے تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا' چنانچہ جب آپ لاہور تشریف لے گئے' جس سفر میں کہ سفر آخرت پیش آیا' تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔"

"حضرت (مرزا صاحب) جس رات کو بیمار ہوئے' اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا' جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت (مرزا صاحب) کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: "میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے" اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔"

(مرزا غلام احمد قادیانی کے خسر میر ناصر نواب کی کتاب "حیات ناصر" صفحہ ۱۴)

عبرت:

مرزا صاحب کے آخر وقت کے متعلق مسلمانوں میں اس سے بھی بڑھ کر روایتیں سنی جاتی ہیں' لیکن وہ خواہ کتنی ہی معتبر مانی جائیں ہم نے ان کو سند نہیں گردانا اور صرف ان ہی بیانات پر اکتفا کیا جو خود مرزا صاحب کے خاندان کی طرف سے چشم دید شائع ہوئے۔

حقیقت پر کس طرح اور کہاں تک پردہ ڈالا جا سکتا ہے؟ جو قادیانی اکابر تاباقتضائے مصلحت ہیضہ کے مرض سے انکار کرتے تھے وہ بھی اپنے مشاہدہ میں ہیضہ کے مسلمہ آثار و علامات تسلیم کرتے تھے' چنانچہ مفتی محمد صادق صاحب قادیانی نے اپنا مشاہدہ لکھا ہے:

"وصال سے دو تین گھنٹے قبل حضور (مرزا صاحب) بات نہ کر سکتے تھے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب (مرزائی) اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب (مرزائی) معالج تھے۔ کاغذ' قلم' دوات منگوا کر حضور نے لکھا: "خشکی بہت ہے بات نہیں کی جاتی۔" ایسے ہی کچھ اور بھی الفاظ تھے' جو پڑھے نہ گئے۔" (ہیضہ کی خشکی تو مشہور و معلوم ہے' تمام خون کا پانی نچڑ کر دستوں میں نکل جاتا ہے' اس عمل کو انگریزی طب میں ڈی ہائی ڈریشن کہتے ہیں۔ للمؤلف)

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۲۷۳ مورخہ ۲۴/نومبر ۱۹۳۷ء)

خود مرزا صاحب کی وفات تو یوں واقع ہوئی۔ اس کے سوا قادیانی اکابر اور مخلصین جو مرزا صاحب کے بڑے بڑے صحابہ کرام شمار ہوتے تھے' بالخصوص مولوی عبدالکریم صاحب اور حکیم نورالدین صاحب وغیرہ' یہ بھی جن امراض میں اور جن حالات میں فوت ہوئے وہ خالی از عبرت نہیں تھے۔ چنانچہ تفصیلی کیفیت قادیانی مذہب میں موجود ہے۔

ختم نبوۃ

شاتمِ رسولؐ

وہ اک بدخُو، دہن اُس کا دریدہ نجاست سر بہ سر، فطرت عنیدہ
درِ شیطاں پہ ہے وہ سرخمیدہ! ہے اُس کے قول پر دنیا کبیدہ!
یہ آوازِ سگِ رسوائے عالم
خدا کی لعنتیں اُس پر ہوں ہر دم

عقیدہ اُس کا نفرت آفریں ہے کہ بات اُس کی قیامت آفریں ہے
ہر اک رُخ سے عداوت آفریں ہے جسارت یہ ہلاکت آفریں ہے
قیامت تک رہے گا اب وہ ابتر
تباہی بن گئی اُس کا مقدر!

کیا تو نے یہ جس پر افترا ہے وہ شاہِ دیں، وہ سب کا رہنما ہے
تو جس کی شان میں ہرزہ سرا ہے ارے بدگو! وہ ممدوحِ خدا ہے
تو اے بدبخت کاذب ہے لعیں ہے
ترا مسکن، دیارِ سافلیں ہے!

عداوت یہ تری شاہِ اُمم سے بنا نفرت کی ہے اہلِ حرم سے
نبوت کی نہیں توہین جائز کرے کوئی زباں سے یا قلم سے!
نہیں ہے وہ فقط آقا کا مجرم
وہ ہے دراصل اس دنیا کا مجرم

مرے آقا کی جس نے کی اہانت مقدر بن گئی اس کا ہلاکت!
خود اُس سے زندگی کرتی ہے نفرت خدا بھی بھیجتا ہے اُس پہ لعنت
وہ ننگِ عالمِ جن و بشر ہے!
وجود اُس کا جہاں میں شر ہی شر ہے

وہ آقا رحمۃ للعلمیں ہے کہ ہٹ کر اُس سے دنیا ہے نہ دیں ہے!
یہ دنیا اُس کے ہی زیرِ نگیں ہے ہر اک مومن کے دل میں وہ مکیں ہے
درود اُس پر جو ہے محبوبِ یزداں
سلام اُس پر مرا ہر لحظہ ہر آں!!

حضرت قاری محمد مُسلم غازی مدظلہ

مرسلہ اعجاز نبی سلیمانی

رد قادیانیت پر علمائے کرام

کی سہ ماہی تربیتی کلاس

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں گاہے بگاہے رد قادیانیت پر تیاری کے لئے فارغ التحصیل علمائے کرام کی سہ ماہی کلاس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔
- ۱۰/شوال ۱۴۲۳ھ سے سہ ماہی کلاس شروع کی جارہی ہے۔
- جو حضرات اس میں شریک ہونا چاہیں وہ درخواستیں بھجوادیں۔
- کلاس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کا وفاق المدارس العربیہ پاکستان یا کسی مستند دینی ادارہ کا سند یافتہ ہونا ضروری ہے۔
- ان حضرات کو قیام و خوراک کے علاوہ آٹھ سو روپے ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے گا۔
- ذوق مناظرہ اور شوق تبلیغ رکھنے والے حضرات جو امتحان میں باصلاحیت معلوم ہوں' انہیں حسب ضرورت مجلس کے شعبہ تبلیغ میں خدمات کا موقع دیا جاسکتا ہے۔
- جملہ خواہش مند رفقاء سادہ کاغذ پر بمعہ مکمل پتہ کے درخواست بھجوادیں اور سندات ہمراہ لف کریں۔
- تعلیم ۱۰/شوال کو شروع ہوجائے گی۔

درخواست ورابطہ کے لئے:

(مولانا) **عزیز الرحمن جالندھری**

مرکزی ناظم اعلیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ' ملتان۔فون: 514122

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب علیہ السلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ
ختم نبوّة

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختم نبوّة

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخرینؐ، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے ـــ بنایئے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

انشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے